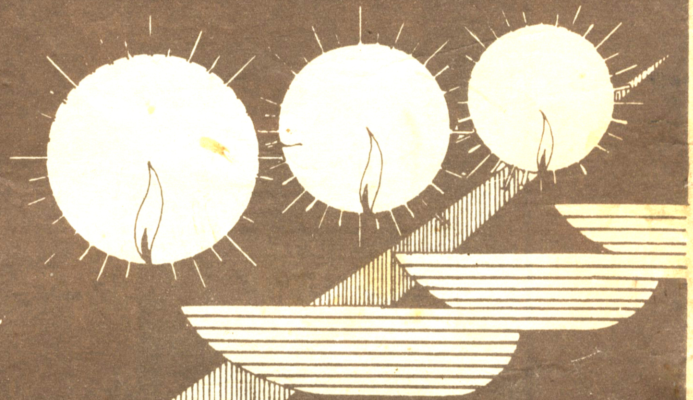
اسلامی اقدار کا نقیب

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

2
28



کیا بات ہے!!

سربکف ماہ پاروں کی کیا بات ہے
مصطفیٰؐ کے دلاروں کی کیا بات ہے!!

ملک کے جاں نثاروں کی کیا بات ہے
قوم کے غم گساروں کی کیا بات ہے!!

سر چھپانا ہے مشکل خزاں کے لیے
آنے والی بہاروں کی کیا بات ہے!

جن سے اسلام کا نام روشن ہوا!
ان لہو کے فواروں کی کیا بات ہے!

ظلم کی ناؤ غرقاب ہو کر رہی!!
غازیوں شہ سواروں کی کیا بات ہے!

لاکھ مانوس طغیانیوں سے ہوں آپ
ہم کہیں گے کناروں کی کیا بات ہے!

ان میں ہر ایک ہے رشکِ شمس و قمر
دلرُبا نو ستاروں کی کیا بات ہے!

آمرِ عصرِ حاضر گرا مُنہ کے بَل
آفریں، دین داروں کی کیا بات ہے!

قوم جن کے اشاروں پہ قربان ہوئی
ان صداقت شعاروں کی کیا بات ہے!

کر گئے ہیں جو گلشن کو زار و زبوں!!
ایسے بادہ گساروں کی کیا بات ہے!!

اکرامُ القادری



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۲۸

جمعۃ المبارک ۱۵ جولائی ۱۹۷۷ء ۲۷ رجب المرجب

سرپرست
مولانا عبیداللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ ـــــ روپے
ششماہی
۲۳ ـــــ روپے
سہ ماہی ـــ ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ
ایک روپیہ

ترجمان جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

اداریہ

آزادانہ ومنصفانہ انتخابات

حکومت اور پاکستان قومی اتحاد کے مابین ہونے والے مذاکرات میں پیدا تعطل کی وجہ سے ملک کا ہر شہری سراپا اضطراب اور تجسس وحیرت بنا ہوا تھا۔ کہ منگل کی صبح ریڈیو پاکستان سے اعلان کیا گیا کہ ملک کا نظم ونسق مسلح افواج نے سنبھال لیا ہے اور سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو، ان کے ساتھیوں اور پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی رہنماؤں کو عارضی حفاظت میں لے لیا گیا ہے۔ ہر بلیٹن میں تمام دن بغیر کسی تفصیل کے اسی ایک خبر کا اعادہ کیا جاتا رہا گیارہ بجے کی خبروں میں اعلان کیا گیا کہ چیف آف آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق سات بجے شام قوم سے خطاب فرمائیں گے۔

اس کے بعد ہر شخص اپنی اپنی سوچ اور فہم کے مطابق قیاس آرائیوں کے گرداب میں پھنسا رہا تا آنکہ جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنی تقریر کا آغاز نہیں کر دیا۔ جوں جوں تقریر آگے بڑھتی گئی قوم کے چہرے تفکر وپریشانی کے بجائے شگفتگی اور شادابی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ خوشی اس بات کی نہیں تھی کہ ملک تیسری بار مارشل لاء کی لپیٹ میں چلا گیا۔ اور سرحدوں کے محافظوں نے ملک کا نظم ونسق چلانے کا بھی بیڑا اٹھا لیا نہیں خوشی اس بات کی ہرگز نہیں تھی، بلکہ مسرت وشادمانی اس امر پر تھی کہ دہشت گردی مفاد پرستی، آبرو ریزی، دھونس اور دھاندلی کا ایک کرب ناک دور تھا جو لد گیا۔ ایک خود سر آمر جو اپنی کرسی کو بہت ہی مضبوط سمجھتے ہوئے پوری قوم سے لڑ رہا تھا اس سے قوم کو نجات مل گئی۔!!

اس سے بڑھ کر خوشی اس بات کی تھی کہ چیف آف آرمی سٹاف جنرل محمد ضیاء الحق نے صاف صاف اور واضح الفاظ میں یہ بات کہہ دی تھی کہ انہوں نے یہ اقدام ملک اور قوم کو آنے والی تباہی سے بچانے کے لیے کیا ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ پاکستان قومی اتحاد اور حکومت کے مابین ہونے والے مذاکرات کامیابی کی منزل تک پہونچ جائیں، مگر انہیں ایسا ہونے کی امید نہیں تھی۔ بالآخر مجبور ہو کر مسلح افواج کو عارضی طور پر ملک کا نظم ونسق سنبھالنا پڑا۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ بات بھی دو ٹوک انداز میں کہہ د[…]ے دن کے اندر اندر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرا کر واپس اپنی ڈیوٹی پر چ[…]ا کہ سیاسیات میں حصہ لینے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایس[…] چار ماہ سے مسلسل بے مثال قربانیاں دے رہی تھی۔ جب قوم نے بھٹو کی اقتدار سے علیحدگی کے ساتھ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کا مژدہ جانفزا سنا تو وہ خوشی میں آپے سے باہر ہو گئی۔ گلی کوچوں میں پاک فوج زندہ باد کے نعرے گونجنے لگے۔ اور آمر بھٹو کی وہ سازش بھی ناکام ہو گئی جس کی وجہ سے پاک فوج اور عوام میں ایک خلیج حائل ہونے لگی تھی۔ جنرل ضیاء الحق نے فوج کے جوانوں سے عفو ودرگذر کی اپیل کر کے قوم کے ان خیالات کو یکسر بدل کر رکھ دیا جو عوام کے دلوں میں بھٹو حکومت نے اپنے اقتدار کے تحفظ کے لیے پیدا کیے تھے۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلامی نظام اور جمہوریت کے سلسلے میں جن خیالات کا اظہار کیا وہ لائق صد تحسین وتبریک ہیں۔ انہوں نے ببانگ دہل کہا کہ ملک اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا اس میں اسلام کے سوا کسی نظریے کی گنجائش نہیں ہے۔ حالیہ تحریک نظام مصطفےٰ کے سلسلے میں پائے جانے والے جوش وخروش اور اسلامی جذبے کی انہوں نے واشگاف الفاظ میں تحسین وستائش کی۔

اس کے بعد چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے جو تقریریں کی ہیں اس میں بھی اپنے

یادوں اور وعدوں کا اعادہ کیا ہے۔ صوبوں میں گورنروں کی حیثیت سے جسٹسوں کا تقرر، الیکشن کے آزادانہ انعقاد کے لیے وزارتِ قانون کو سفارشات مرتب کرنے کی ہدایت اور ملک کے نامور قانون دانوں سے صلاح مشورہ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

اور اب اسلحہ کے ناجائز لائسنسوں کی منسوخی منزل کی طرف راست قدم کے مترادف ہے۔

اس سلسلے میں ہم جناب جنرل ضیاء الحق سے گذارش کریں گے کہ اگر وہ فضا کو مزید خوش گوار بنانا چاہتے ہیں تو انہیں سب سے پہلے تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی کا حکم جاری کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ ہی ان مجرموں پر مقدمات چلانے چاہئیں جنہوں نے اپنے اختیارات سے ناجائز فایدہ اٹھا کر نہتے عوام پر ظلم و تشدد کیا۔

ہر پاکستانی شہری کی یہ دلی خواہش ہے کہ ملک میں جلد از جلد جمہوریت بحال ہو۔ اور ملک کی گری ساکھ دوبارہ بحال ہو جائے ملک کا اقتصادی ڈھانچہ صحیح خطوط پر استوار ہو اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کے سول حکومت بحال ہو جائے

اسلامی نظام کی برکت سے فرقہ وارانہ اختلافات انشاء اللہ تعالیٰ خود بخود ختم ہو جائینگے

لاہور کے ایک نوجوان محمد جاوید نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گوجرانوالہ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں استفسار کیا گیا تھا کہ بریلوی دیوبندی اور مذہبی مکاتب فکر کے درمیان اختلافات کی موجودگی میں موجودہ اتحاد کی نوعیت کیا ہے۔ اس پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جو تحریری جواب ارسال فرمایا ہے اس کے اقتباسات قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں

" گذارش ہے کہ بے شک دیوبندی اور بریلوی مکاتب فکر کے لوگوں میں بعض اختلافات موجود ہیں۔ لیکن نظامِ اسلام [illegible] کے بنیادی اصولوں میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اسلامی نظام میں حکومت کی سطح پہ امن و امان بر قرار رکھنے اور جان و مال کے تحفظ کے لیے سب سے اہم قانونی دفعات حدود و تعزیرات کی ہیں۔ ان کی بعض جزئیات حنفی اور شافعی مسالک کا اختلاف تو ہے لیکن دیوبندی بریلوی سب ان پر متفق ہیں، مثلاً زانی کو رجم کرنا یا کوڑے لگانا، چور کا ہاتھ کاٹنا، ڈاکو کو شرعی سزا دینا۔ شرابی کو کوڑے لگانا۔ حد قذف جاری کرنا، نیز قصاص وغیرہ مسائل میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں ہے اسی طرح معاشی و اقتصادی نظام مثلاً زکوٰۃ عشر وغیرہ شرعی قاعدہ کے مطابق وصول کرنا اور شرعی مصارف پہ صرف کرنا نیز شہری آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کرنا اور ملکی دفاع کو اس قدر مضبوط کرنا کہ کسی کو آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ ہو وغیرہ وغیرہ یہ سب متفقہ امور ہیں اور حکومت کی سطح پہ یہی اصولی چیزیں ہیں "

" باقی نزاعی امور یا تو کم فہمی اور خود غرضی کا نتیجہ ہوتے ہیں اور یا کم علمی کا۔ اسلامی نظام رائج ہونے کے ساتھ ساتھ جب قرآن و سنت کا علم بھی عام ہو جائے گا اور اسلامی نظام کی برکات بھی اپنی جگہ مسلم حقیقت ہیں تو یہ سب نزاعی امور جلد یا بدیر انشاء اللہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ باقی دلوں پر کنٹرول اسلامی حدود میں شامل نہیں ہے۔ اور حسابهم علی اللہ کے قاعدہ سے یہ معاملہ پروردگار کے سپرد ہے اسلام صرف ظاہری طور پہ احکام نافذ کرتا ہے۔ باطنی معاملات میں دخل نہیں دیتا "

" اب بھی مسلمانوں کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدین رضی کی خلافتِ راشدہ کے عادلانہ اور سنہری کارنامے موجود ہیں اور انہی امور کا تقاضا ہر ایک پاکستانی مسلمان کے دل میں موجود ہے جس کے لیے وہ قربانی دے رہا ہے ۔۔۔ اور انشاء اللہ العزیز ان کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی "

الطاف الرحمٰن بنوی
قسط ۲

بہ سلسلہ
غلامی ہند کی
دلخراش کہانی

ملکہ الزبتھ کی تخت نشینی انگلستان میں

ایسٹ انڈیا کمپنی کا قیام ہندوستان میں

ہندوستان میں انگریزوں کی سیاست، انگلستان میں ملکہ الزبتھ کی سیاست سے ماخوذ بلکہ اسی کا ایک حصّہ تھی۔

دنیا کا ہر چھوٹا بڑا حادثہ متعدّد اسباب کے اجتماعی عمل کے بعد وقوع پذیر ہوتا ہے۔ ان اسباب میں بعض قریبہ اور بعض بعیدہ ہوا کرتے ہیں۔ سلسلۂ اسباب میں ہر ایک لائقِ التفات اور قابلِ بحث نہیں ہوا کرتا۔ حسب موقع و مبحث یا دیگر وجوہِ انتخاب کی بنا پر ان میں سے معدودے چند کو موضوعِ کلام بنا لیا جاتا ہے اور انہیں کی تمام تر یا غرض سے متعلقہ تفصیلات کی وضاحت کی جاتی ہے۔

ہندوستان کی غلامی بھی سینکڑوں ایسے ہی باہم مربوط و مترتب عوامل کا نتیجہ تھی۔ جن میں سے ہر سابق اپنے لاحق کے وجود اور عمل کا راستہ ہموار کر دیتا تھا۔ ہم ایک خاص مناسبت سے واسکوڈے گاما کی آمد کو اہلِ ہند کی غلامی کا سببِ بعید اور انگلستان میں ملکہ الزبتھ کی تخت نشینی کو اس کا سببِ قریب قرار دے رہے ہیں۔

واسکوڈے گاما کی آمد کا مختصر قصّہ ذہن نشین ہونے کے بعد اب ہم انگلستان میں ملکہ الزبتھ کی تخت نشینی اور ہندوستان میں برٹش ایسٹ انڈیا کمپنی کا اجمالی پسِ منظر بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں، تاکہ اس کی روشنی میں ان گوروں (انگریزوں) کے عمومی مزاج اور قومی ضمیر کی کچھ جھلکیاں دیکھی جا سکیں اور یہ بھی اندازہ لگایا جا سکے کہ ہندوستان میں ان کی گہری اور فتنہ آفرین سیاست دراصل انگلستان میں آزمائی ہوئی اسی پالیسی سے ماخوذ بلکہ اسی کا ایک حصّہ تھی جس کے بل بوتے پر وہاں ان کی دادی اماں — الزبتھ — ایک کامیاب حکمران ثابت ہوئی تھی —

ہنری ہفتم کے بعد ہنری ہشتم انگلستان کا حکمران بنا تھا۔ ہنری ہشتم کے زمانے تک یورپی دنیا میں پاپائے رُوم کو بہت طاقت اور قوت حاصل تھی۔ تمام مغربی دنیا مذہبی طور پر اسی سے وابستہ تھی۔ رومن کیتھولک (اصل عیسائیت کی مُدعی) مذہب میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں۔ پوپ اپنے وسیع اختیارات کو نہایت غلط اور ناجائز استعمال کرنے لگے تھے۔ وہ اپنے آپ کو بری الذّمہ (غیر مکلف) سمجھتے تھے۔ اور عام معافی ناموں کی خرید و فروخت بھی شروع کی تھی۔

پوپ اقتدار کو ویسے بھی ناپسند کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اس بناوٹی عیسائیت کے خلاف جگہ جگہ احتجاجات ہونے لگے۔ اس کے خلاف باقاعدہ تحریک شروع کرنے والا سب سے پہلا شخص مارٹن لوتھر تھا۔ جو ۱۴۸۳ء میں Eisleben کے مقام پر پیدا ہوا۔ آرفرٹ Erfurt یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی اور وٹن برگ Wittenberg کی یونیورسٹی میں لکچرار مقرر ہوا۔

ایک دفعہ وہ پوپ کی زیارت کے لیے روم روانہ ہوا۔ وہاں جب پوپ کی آن بان اور شاہانہ شان و شوکت دیکھی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نشان تک نہ پایا تو حد سے زیادہ بدظن ہو گیا اور واپس آکر اعلانیہ پوپ کی مخالفت شروع کی۔ اس نے رومن کیتھولک کی بہت سی خرابیوں سے لوگوں کو آگاہ کیا۔ اور اس طرح سے ایک علیحدہ تحریکِ اصلاحِ مذہب کی بنیاد ڈالی۔

۱۵۱۷ء میں جب پوپ کا نمائندہ ٹیٹزل Tetzel جرمنی میں معافی نامے فروخت کرنے آیا تو لوتھر نے پوپ کے خلاف اننچاس دلیلوں کا ایک پمفلٹ لکھ کر تمام گرجوں میں لٹکوا دیا۔ پوپ نے سزا کے طور پر ۱۵۲۵ء میں اسے عیسائی مذہب سے نکال دیا۔

انگلستان میں وکلف اور بوہیمیا میں جان ہس نے لوتھری طرزِ فکر کی حمایت کی۔ کاون نے فرانس اور زونگلی نے سوئٹزرلینڈ میں اسی تحریک کو پھیلانے کی کوشش کی۔

انگلستان کا ہنری ہشتم اس زمانے میں پوپ کی مدد پر کمربستہ تھا جبکہ یورپ کے اکثر بادشاہ لوتھر کی امداد کی فکر کر رہے تھے۔

ہنری پوپ کی حمایت میں ایک کتاب بھی لکھ ڈالی جس سے خوش ہوکر پوپ نے اسے Fides Defensor محافظ دین کا خطاب دیا۔ مگر اچانک ہنری اور پوپ کے درمیان رسہ کشی شروع ہوئی۔ ہوا یوں کہ ہنری اپنی بیوی کیتھرائن کو طلاق دینا چاہتا تھا۔ اس کے لیے پوپ کی اجازت ضروری تھی۔ چنانچہ اس نے پوپ کلیمنٹ ہفتم سے اجازت طلب کی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ ہنری نے پوپ سے اپنے تمام تعلقات منقطع کیے اور انگلستان کی پارلیمنٹ سے اس کے خلاف ایسے قوانین پاس کرائے جس کی وجہ سے اس کا اقتدار برطانیہ سے ہمیشہ کے لیے ختم ہوا اور انگلستان رومن چرچ سے علیحدہ ہوگیا۔

رومن کیتھولک کی کمزوری کے نتیجے میں اس کے مقابل پروٹسٹنٹ مذہب کو فروغ ہوئی۔ ہنری ہشتم نے اپنے بعد اپنے بیٹے ایڈورڈ، اپنی پہلی بیوی کیتھرائن آف آرگان کی لڑکی میری ٹیوڈر اور ایڈورڈ چہارم کی لڑکی اور ہنری ہفتم کی بیوی الزبتھ کو یکے بعد دیگرے نامزد کیا تھا۔ چنانچہ اسی نامزدگی کے مطابق ہنری کی وفات کے بعد اس کا لڑکا (جو جین سیمور کے بطن سے تھا) دس سال کی عمر میں ایڈورڈ ششم کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ مگر جلد ہی اس کی حکومت کو زوال آیا۔ اور میری ٹیوڈر مملکتِ برطانیہ کی ملکہ بنی۔

۳۷ سالہ میری اگرچہ صورتاً حسین نہیں تھی مگر رومن کیتھولک مذہب کی شیدائی اور اپنے باپ ہنری ہفتم کی طرح ضدی اور نڈر ضرور تھی۔ اپنے پیشروؤں کے تحریکِ اصلاحِ مذہب کے نام سے رومن کیتھولک کی مخالفت سے پیدا شدہ نتائج سے نمٹنے کے لیے میری نے وقت کے بڑے بڑے لیڈروں اور واعظوں مثلاً لٹمیر، رڈلے، آرچ بشپ، کریمر اور انکے تین سو چیدہ چیدہ اور فعال معتقدین کو نذرِ آتش کر دیا۔

میری کے ان زبردست مظالم سے تمام ملک کانپ اٹھا۔ انہی مظالم کی بنا پر اسے

Bloody Mary
(خونی میری)

کہا جاتا ہے۔ چنانچہ انگلستان کے عوام کے دلوں میں قدرتی طور پر رومن کیتھولک مذہب کے پرستاروں سے نفرت اور پروٹسٹنٹ مذہب کے بہادر شہیدوں اور پیروؤں سے محبت پیدا ہوئی۔ میری کی یہ سخت گیر پالیسی ناکام رہی اور انگلستانی فضا پروٹسٹنٹ مذہب کے لیے ہموار ہونے لگی۔

میری کے انتقال کے بعد الزبتھ۔ جس کا یوم پیدائش اور یوم تخت نشینی پر ۲ ہمارے ہندوستانی تاریخ کے منحوس ترین دنوں میں شمار کیے جانے کے قابل ہیں —— برطانیہ کی حکمران بنی۔

حالات کے ساتھ شانہ بشانہ چلنے کے لیے اس نے دوغلی پالیسی اختیار کی —— انگلستان کی آبادی رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی دو مذہبی جماعتوں میں بٹی ہوئی تھی۔ دونوں جماعتوں کی ہمدردیاں اور وفاداریاں حاصل کرنے کے لیے الزبتھ نے مذہبی امور میں اعتدال کا طریقہ اختیار کیا اور کسی فرقہ کی بھی حد سے زیادہ طرف داری نہیں کی۔

الزبتھ یورپ کے کسی بھی مذہبی فرقے سے تعلق نہ رکھتی تھی۔ اس نے شادی بھی نہ کی۔ کیونکہ اگر وہ کسی ایک فرقہ کے ایک شخص سے شادی کرتی تو دوسرے فرقوں والوں کو اعتراض ہوتا۔

جہاں اندرونی طور پر اختلافات سے بچنے اور اپنی مضبوط حاکمانہ شان و شوکت جمانے کی خاطر الزبتھ نے مذہبی اداروں سے کام لیا۔ وہاں بیرونی دنیا میں اپنی فوقیت برقرار رکھنے اور شہنشاہیت کا لوہا منوانے کے لیے اس نے انگلستان کے خارجی دشمنوں، سپین اور فرانس کی باہمی رقابتوں سے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکایا اور آپس میں لڑایا۔ اس طرح سے وہ ان کی قوتیں ختم اور انگلستان کی زیادہ سے زیادہ مضبوطی اور استحکام کا سامان فراہم کرتی رہی۔

اس کی فریب کاریوں اور چالبازیوں کا یہ عالم تھا کہ کبھی وہ مشہور کردیتی کہ وہ سپین کے شہزادے سے شادی کرنے والی ہے اور کبھی یہ تاثر دینے کی کوشش کرتی کہ وہ فرانسیسی شاہی خاندان میں رشتہ جوڑنے والی ہے۔ یہ اور اس قسم کی دوسری طفل تسلیوں سے وہ دونوں سلطنتوں کو خوش فہمیوں میں مبتلا رکھتی اور ان کے داخلی معاملات میں خطرناک پارٹ ادا کرتی رہی۔

فرانسیسی پروٹسٹنٹوں ہگوینز کی امداد کی، تاکہ فرانس اپنی گھریلو بدامنی اور خلفشار سے دوچار ہوکر کمزور ہوتا رہے۔ سپین کو بھی داخلی کشمکش میں الجھانے کے لیے الزبتھ نے نیدرلینڈ کے باغیوں کی حمایت کی۔ الزبتھ کی اس بین بین سیاست کی بدولت انگلستان دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا رہا۔ اگرچہ وہ خود جنگ سے بچنا چاہتی تھی۔ مگر آخرکار سپین کے خلاف صف آرا ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

سپین کا عظیم الشان بحری بیڑا "آرمیڈا" ۲۱ جولائی ۱۵۸۸ء کو انگلستان پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ یہ بیڑا آٹھ ہزار ملاح بیس ہزار سپاہ۔ ایک سو تیس جنگی جہازوں اور دو ہزار توپوں پر مشتمل تھا۔ یہ بحری بیڑا اتنا وسیع اور مستحکم تھا کہ ہسپانویوں کے نزدیک کسی دشمن کا اس پر فتح پانا امکان سے باہر تھا۔ اس کا امیر البحر ایک نہایت ہی قابل اور لائق شخص ڈیوک آف میڈینا سیڈونیا تھا۔ آرمیڈا جب رودِ انگلستان میں داخل ہوا تو برطانیہ کی طرف سے ہاکنس، فروبشر اور ڈریکن جیسے قابل اور تجربہ کار جرنیل مقابلے پر آئے۔ برطانوی جہازوں نے آرمیڈا کو زبردست شکست دی۔

اسی شکست کی وجہ سے سپین کی پوری طاقت ختم ہوگئی۔ اب سپین کی جگہ انگلستان ایک عظیم الشان بحری طاقت بن گئی۔ انگریزوں کے حوصلے بڑھے اور وہی سمندروں کے حقیقی مالک بن گئے۔

بحری برتری نے انگلستان کو یہ موقع دیا

باقی ص ۳ پر

مولانا قائم الدین صاحب ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع نواب شاہ کی



دلدوز داستانِ اسارت

تحریکِ نظامِ مصطفےٰ کی پاداش میں کیا کچھ برداشت کرنا پڑا!!

صوبہ سندھ میں مولانا قائم الدین کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ وہ جمعیۃ علماء اسلام ضلع نواب شاہ کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ مَیں نواب شاہ پہونچنے پر ان سے جلدی ملنا چاہتا تھا۔ مگر ساتھیوں نے کہا صبح مل لینا۔ صبح مولانا کے مدرسہ پہونچا تو معلوم ہوا کہ مولانا علاج معالجہ کے لیے حیدرآباد تشریف لے گئے۔ میں نے فوراً حیدرآباد کے لیے بس پکڑی اور فوراً ہی حیدرآباد میں مفتاح العلوم پہونچا۔ مولانا مدرسہ کے دفتر میں تشریف فرما تھے۔ میں نے آتے ہی ان سے مدعا بیان کیا اس سے پہلے کہ مَیں کوئی سوال کرتا۔ انہوں نے مجھے ان تمام حالات و واقعات سے آگاہ کر دیا جنہیں میں جاننے کے لیے ان کی خدمت میں خصوصی طور سے حیدرآباد آیا تھا۔

مولانا قائم الدین صاحب نے کہا:

”قومی اتحاد کی بحالی جمہوریت نظامِ مصطفےٰ کی اس تحریک کے آغاز سے قبل نواب شاہ میں موجود قومی اتحاد کے ساتھیوں اور کارکنوں نے نواب شاہ کے شہر کو تحریک سے مستثنیٰ رکھنے کا فیصلہ کیا۔ مگر جمعیۃ علماء اسلام نے دوسری جماعتوں کو مجبور کیا کہ وہ تحریک ضرور چلائیں اور دلیل یہ پیش کی کہ چونکہ یہ وزیر اعلیٰ سندھ کا شہر ہے۔ اس لیے ہمیں ضرور اس تحریک میں خاطر خواہ حصّہ لینا چاہیے۔ اس تحریک کے یہاں سے شروع ہونے سے قوم پر واضح ہو جائیگا کہ خود وزیر اعلےٰ کے ضلع کے عوام ان سے نفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری تمام جماعتیں تحریک چلانے کے لیے متفق ہوگئیں۔

(مولانا نے کچھ توقف کے بعد کہا)

مختصراً یہ کہ ۶ مارچ کو قومی اتحاد کی جانب سے ۶ آدمیوں نے گرفتاری پیش کی۔ ان چھ آدمیوں کی قیادت جمعیۃ علماء اسلام کے عبدالمجید بروہی، صابر قریشی۔ تحریکِ استقلال حکیم اسلام الدین جماعت اسلامی نے کی۔

مُجھے زہر کا انجکشن لگایا اور میرے مُنہ سے خون جاری ہو گیا!

۲۱ مارچ کو مَیں خود قومی اتحاد کی طرف سے نکالے جانے والے جلوس کی قیادت کرنے کے لیے دفتر میں بیٹھ کر تیاری کر رہا تھا کہ اچانک پولیس نے چھاپہ مار کر مجھے اور میرے بارہ ساتھیوں کو بغیر کسی وارنٹ کے گرفتار کر لیا۔ گرفتار کرنے کے بعد مجھے اور میرے ساتھیوں کو سیدھا سکھر سنٹرل جیل لیجایا گیا۔ جیل میں تقریباً دو ماہ تک تو صحت اچھی رہی اور جیل کا ماحول بھی موافقِ طبیعت تھا۔ حوصلے بھی اللہ کے فضل سے بلند رہے۔

یکم مئی کو اچانک مجھے پیٹ میں درد اور دستوں کی شکایت ہوئی۔ ۲ مئی کو حضرت محمد شاہ امروٹی نے (جو میرے ساتھ جیل میں تھے) جیل کے ہسپتال میں داخل کرایا۔ جیل کے ہسپتال میں مجھے ایسا ٹیکہ لگایا کہ میرے منہ سے خون جاری ہوگیا اور بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے۔ (رہائی کے بعد جب اس ٹیکہ کے بارے میں تحقیق کی گئی تو سکھر سول ہسپتال کے ایک جونیئر ڈاکٹر اور ایک سینئر ڈاکٹر نے معائنہ رپورٹ میں بتا دیا کہ انہیں زہر کا ٹیکہ لگایا گیا ہے) دوسرے روز جب میرے دوسرے ساتھیوں کو پتہ چلا کہ مَیں بے ہوش ہوں تو انہوں نے مجھے سول ہسپتال میں داخل کرانے کے لیے پرزور احتجاج کیا۔ چنانچہ ۳ مئی کو رات نو بجے مجھے سول ہسپتال داخل کرنے کی خاطر جیل ہسپتال سے نکال کر پولیس کے حوالے کر دیا۔

بجائے اس کے کہ پولیس مجھے نقاہت و کمزوری کے اس عالم میں اسپیشل وین یا کھلے ٹرک میں بٹھا کر لے جاتی۔ ان درندہ صفت پولیس کے کارندوں نے مجھے چھوٹے ٹرک میں بٹھانے کے لیے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر پکّے روڈ پر بے دردی سے گھسیٹا۔ گھسیٹنے کی وجہ سے میری دونوں رانوں اور جسم کے دوسرے حصّوں سے تیزی سے خون بہنے لگا۔ بے ہوشی کے عالم میں مجھے محسوس ہوا کہ میرے جسم کو جانور

نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں۔

ہوش آنے پر میں نے پولیس اہل کاروں سے کہا کہ: ظالمو! ایسا ظلم کیوں کرتے ہو۔؟ ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھا لو۔

مگر انہوں نے میری ایک نہ سُنی اور اسی طرح بے دردی سے پکڑ کر ٹرک میں ڈال دیا۔ راستہ میں وہ ایک دوسرے کو سندھی میں کہہ رہے تھے کہ:

"اس کے منہ سے بُو آرہی ہے
اسکو دریا کے سپرد کر دو"

میرے لیے بیماری کے عالم میں یہ وقت بڑا بھیانک تھا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ میں انکے کسی ڈرانے دھمکانے اور خوف میں نہیں آیا۔

بعد ازاں مجھے سول ہسپتال پہونچا دیا گیا وہاں ایک ڈاکٹر نے جو خاص طور پر مجھ پر مہربان تھا (میں اس کا نام لینا نہیں چاہتا) بڑے غور خوض سے میرا معائنہ کیا۔ اور ایکسرے نکلوائے ـــ رپورٹ میں مجھے جگر کا مریض بتایا گیا۔ سول ہسپتال سکھر میں میرا چھ روزہ علاج ہوا۔ ابھی میں بیماری سے مکمل طور پر شفایاب بھی نہ ہوا تھا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے ایک حکم کے ذریعے مجھے ۱۵ مئی کو ہسپتال سے جیل بھجوا دیا۔ جیل میں آنے کے بعد میری طبیعت پھر بگڑ گئی۔ سارے جسم پر ورم آگیا۔ بعد ازاں جیل میں موجود میرے ساتھی سیاسی قیدیوں اور حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی نے مطالبہ کیا کہ وہ مجھے سکھر کے سول ہسپتال میں علاج کی غرض سے لیجایا جائے۔ اس مطالبے کے نتیجے میں مجھے دوبارہ سول ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔

وہاں پر پھر چھ روز میرا علاج ہوا اور دوبارہ بھیج دیا گیا۔ جیل کے ڈاکٹر نے کہا کہ انہیں جیل کے ہسپتال میں داخل کر دیا جائے وہاں میں خود ان کا علاج کروں گا۔ چنانچہ ۲۳ مئی کو ایک مرتبہ پھر میں جیل کے ہسپتال میں داخل ہو گیا۔ ہسپتال اور جیل میں مجھے کسی سے ملنے کی اجازت "قطعاً" نہیں تھی۔!

۲۶ مئی کو مجھے پھر ایک انجکشن لگایا گیا کہ میں مکمل طور پر بے ہوش ہو گیا۔ حضرت مولانا محمد شاہ امروٹی نے جیل کے جیل کے سپرنٹنڈنٹ سے مطالبہ کیا کہ انہیں ہسپتال میں فوراً بھجوایا جائے چنانچہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے میری حالت غیر کو دیکھتے ہوئے مجھے سول ہسپتال داخل کر دیا۔ ۲۶ سے ۲۸ مئی تک یعنی تین روز میں بے ہوش رہا۔ حتیٰ کہ سول ہسپتال کے ڈاکٹروں نے مجھے لاعلاج قرار دیدیا۔ بعد ازاں مجھے کافی جدوجہد کے بعد ۲۹ مئی کو ہوش میں لایا گیا۔

اس کے بعد میرا علاج اور دیکھ بھال اچھے طریقے سے کی گئی

۱۴ جون کو بوجہ بیماری میری رہائی کے احکامات ہوم سیکرٹری کی طرف سے آئے۔ اور مجھے رہا کر دیا گیا۔

ان تمام تکالیف اور مصائب کے باوجود ہمارے حوصلے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بلند ہیں اور نظام مصطفےٰ کے نفاذ کے لیے اگر ہمارے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو ہمارے لیے یہ بات قابل فخر ہوگی"!!

بقیہ - ملکہ الزبتھ

گروہ تجارت کو فروغ دے اور نوآبادیات قائم کرے۔ اس نے بحری مہمات کی حوصلہ افزائی کی اور بیرونی صنعت کاروں کو ملک میں بلا کر کپڑے، کاغذ، شیشے اور شکر وغیرہ صنعتیں قائم کیں۔

الزبتھ ہی کے زمانے میں اولٹر ریلے نے امریکہ کی پہلی نوآبادی ورجینیا Virginia قائم کی۔ اسی کے عہد میں بہت سی تجارتی کمپنیاں قائم ہوئیں جن میں سے ایسٹ انڈیا کمپنی کو اپنے دوررس اثرات کی بدولت سب سے زیادہ شہرت حاصل ہو گئی۔

یہ کمپنی ۱۶۰۰ء میں جزائر عرب الہند اور ہندوستان سے تجارت کرنے کی غرض سے قائم کی گئی۔ دس پندرہ برس تک تو اس کمپنی کے تاجر ہندوستان میں اپنے قدم نہ جما سکے۔

۱۶۱۵ء میں سر ٹامس رو نامی ایک انگریز مغل فرمانروا جہانگیر کے دربار میں انگلستان کی طرف سے سفیر بن کر آیا۔ اس نے تین سال کی سرتوڑ کوشش کے بعد کمپنی کے لیے باقاعدہ تجارتی حقوق حاصل کیے۔

۱۶۲۹ء میں انگریزوں نے چندرگری کے راجہ سے کچھ زمین مول لے کر مدراس شہر کی بنیاد ڈالی۔ اور وہاں سینٹ جارج نامی ایک قلعہ تعمیر کروایا یہ قلعہ سرزمین ہندوستان میں انگریزوں کی سب سے پہلی ملکیت تھی۔ اس کے بعد ۱۶۹۰ء میں انہوں نے دریائے ہیگل کے کنارے کلکتہ شہر کی بنیاد ڈالی۔ اور اسی جگہ اپنے بادشاہ کے نام پر فورٹ ولیم نامی ایک قلعہ بنوایا۔ اس طرح سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے وہ لوگ جو تجارت کی غرض سے ہندوستان آئے تھے۔ اور مغل فرمانروا جہانگیر نے انہیں غیر ملکی مہمان سمجھ کر مراعات دی تھیں وہ تاجر نما لیٹرے اب ان سے ناجائز فائدہ اٹھا کر برصغیر کو برطانوی سامراج کے چنگل میں جکڑنے کے ناپاک منصوبے باندھنے لگے۔

انگریزوں کی آمد اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام کے بعد ولندیزیوں (اہل ہالینڈ) نے بھی ہندوستان سے تجارت کرنے کی غرض سے ۱۶۰۲ء میں ایک تجارتی کمپنی قائم کی یورپ کے دوسرے اقوام کی طرح فرانسیسی بھی آئے اور فرنچ ایسٹ انڈیا کمپنی قائم۔

چنیوٹ میں

مولانا عبد الوارث

کرفیو کے دوران قومی اتحاد پر کیا بیتی؟

چنیوٹ میں کرفیو کے نفاذ سے پیشتر اور اس کے دوران قومی اتحاد پر کیا بیتی۔ بیان کرنے سے قبل مناسب ہے کہ تحریک میں اپنی امن پسندی اور پیپلز پارٹی کی اشتعال انگیزی پر معمولی سی روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ ہم گرفتاریاں پیش کرنے کے لیے پہلے مسجد سے نکل کر تھوڑی دور جا کر گرفتاریاں پیش کرتے تھے۔ اور ہر قسم کی اشتعال انگیزی سے کنارہ کش رہے۔

۲۔ بعد ازاں پیپلز پارٹی کے دباؤ کے تحت انتظامیہ نے ہمارے مسجد سے نکلنے پر رکاوٹ ڈالی تو ہم مسجد کے دروازے کے باہر ہی گرفتاریاں پیش کرتے رہے۔

۳۔ تحریک کے دوران عورتوں کے جلوس کو مقامی پیپلز پارٹی کے کارکن پرواز پنیر کی والدہ اور بیوی نے بازار سے گزرتے وقت کئی مرتبہ اشتعال دلایا۔ ہم نے کارکنوں کو صبر و تحمل کی تلقین کی۔

۴۔ عورتوں کے جلوس کے متعلق اہالیان رحیم گلی ارکان پیپلز پارٹی اور الشیراز ہوٹل کے مالکان نے نازیبا الفاظ کہے۔ مگر ہم نے بدامنی سے گریز کیا۔

یہاں تک کہ ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ۱۹ر مئی ظہر کے بعد عورتوں کا جلوس نکلا۔ جب یہ جلوس الشیراز ہوٹل دھوبی تھان کے پاس پہنچا۔ تو حیدر شاہ رکن پیپلز پارٹی نے نازیبا الفاظ کہے، جس پر نوجوانوں نے جو جلوس کی حفاظت کے لیے ساتھ تھے۔ اسے روکا اور بازار سے ہٹا دیا۔

۲۔ ۱۹ر مئی شب کو بعد از نماز عشاء دو نوجوان حفیظ و نسیم۔ ہوٹل کے پاس سے گزر رہے تھے۔ کہ حیدر شاہ مذکور نے انہیں اپنے ساتھیوں کی مدد سے ہوٹل میں گھسیٹ لیا۔ مارا پیٹا اور ایک کی داڑھی نوچی

۳۔ ۲۰ر مئی کی صبح کو حیدر شاہ مذکور نے محمد اسلم ولد محمد یامین پر چاقو کا وار کیا۔ جب کہ وہ اپنی دوکان لگا رہا تھا۔ اور محمد صابر ولد امیر اللہ کو بھی زخمی کر دیا۔ چنانچہ اس کے خلاف دفعہ ۳۰۷ کا پرچہ درج ہوا۔ اور ملزم گرفتار ہو گیا۔

نوٹ۔ محمد علی شاہ ایم۔ این۔ اے نے رات کو جبراً اے۔ سی صاحب سے اس کی ضمانت کرائی اور ضمانت پر ملزم مذکور کو رہا کر دیا گیا اور وہ گھر آیا۔

۴۔ ۲۶ر مئی کو عورتوں کا پھر جلوس نکلا تو الشیراز ہوٹل کے پاس جاوید رضا شاہ رکن پیپلز پارٹی ساکن رحیم گلی چنیوٹ نے خلاف تہذیب ڈھیکسیاں اور دیگر ناقابل برداشت گالیاں دیں۔ اس پر اے۔ سی صاحب نے موقعہ پر اسے گرفتار کر لیا۔ اور پرواز پنیر کی والدہ اور بیگم نے جوتے دکھائے اور گالیاں دیں۔ اور چوبارے سے گرم پانی پھینکا۔

۵۔ ۲۶ر مئی کو ایک وفد جو ارکان پیپلز پارٹی پر مشتمل تھا رجوع ہو گیا۔ اور محمد علی شاہ۔ ایم۔ این۔ اے کو ضمانت کے لیے کہا۔ اس نے اے۔ سی صاحب کو فون کیا۔ جب وہ نہ مانے تو اپنے لاؤ لشکر سمیت بعد از نماز عشاء چنیوٹ وارد ہوئے۔ اے۔ سی صاحب سے بات کی۔ انہوں نے نقض امن کے اندیشہ کے تحت ضمانت پر رہا کرنے سے انکار کر دیا۔ تو ایم۔ این۔ اے مذکور نے باہر نکل کر اپنے حواریوں کو قومی اتحاد کے قتل عام اور آتش زنی کے لیے انتقاماً بھڑکایا۔ جس پر اے۔ سی صاحب نے بادل نخواستہ اسے دوبارہ بلایا اور ضمانت پر ملزم مذکور کو رہا کر دیا۔

۶۔ شرکاء جلوس نے جن میں پرواز پنیر محمد شفیع مراثی، ممتاز مراثی، نوشی، غلام رسول کمہار۔ حیدر شاہ اور اس کا خاندان، عباس انصاری اور دیگر مسلح افراد شامل تھے جاوید رضا کو کندھوں پر ہار پہنا کر سوار کیا۔ اور جلوس کی شکل میں شہر کا رخ کیا۔ اور درج ذیل نعرے لگاتے جا رہے تھے۔

۱۔ روک لو روک لو ٹیکسیوں کو روک لو۔
۲۔ ہمارے قائد کا اعلان کر دو قتل عام
(قائد محمد علی شاہ۔ ایم۔ این۔ اے)
۳۔ قومی اتحاد کا مطلب کیا۔
پرقعہ اتار بازار میں آ۔

۷۔ جب یہ مسلح جلوس نعرے لگاتا ہوا غلہ منڈی (دبا والا) کے جنوبی دروازے پر پہنچا۔ تو کسی شخص نے ان کو ایسے نازیبا نعروں سے روکا جھگڑا ہوا۔ تو محلہ کے چند نوجوان بھی نعرے اور آواز سن کر آ گئے۔ اس پر الشیراز ہوٹل کے قریب مذکور افراد نے فائرنگ شروع کر دی۔ اور عباس انصاری مقتول اور اس کے بعض ساتھیوں نے الشیراز ہوٹل سے بوتلیں اٹھا کر قومی اتحاد کے نوجوانوں کی طرف پھینکیں

چنانچہ خود ان کی فائرنگ سے حیدر شاہ کا ملازم قاضی جاوید زخمی ہوا۔ ادھر قومی اتحاد کے کارکنوں نے جب جوابا پتھراؤ کیا۔ جس سے کوئی زخمی نہیں ہوا۔ اور عباس انصاری پیپلز پارٹی کے اپنے ہم جماعتی اور سیاسی رقیب و حریف کے

عبدالصمد صارم الازہری

فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفلی اور علوی سفر

معراج نبوی دو قسم کے سفر پر مشتمل تھی ایک عالم سفلی کا اور دوسرے عالم علوی کا سفر۔ آپ کے یہ دونوں سفر حیران کن تھے، عالم سفلی کا سفر بھی کچھ کم حیران کن نہیں ہے، میں نے مکہ شریف سے خشکی کے راستے بیت المقدس کا سفر بس کے ذریعہ کیا تھا تو چھ دن میں وہاں پہنچ پایا جو سب معراج آپ کی پہلی منزل تھی۔ یہ سفر کس قدر دشوار گزار خطرناک اور تھکا دینے والا تھا کہ جسم چور چور ہو گیا۔

ابن ہشام، بخاری، حمید اللہ، سہیلی، طبری کتانی اور اسد بیگ لکھتے ہیں کہ جس رات آپ معراج کے لیے تشریف لے گئے ماہ رجب کی ستائیویں شب تھی۔

جب آپ براق پر سوار ہو کر روانہ ہوئے تو راہ میں حبرون میں قیام کیا جسے آج کل الخلیل کہتے ہیں۔ یہ نہایت سرسبز و شادات خوب صورت پہاڑی آج کل یہودیوں کے قبضے میں ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر مبارک ہے، آپ نے ان قبر پر دعا پڑھی پھر وہاں سے روانہ ہو گئے اور بیت اللحم یعنی ولادت گاہ عیسیٰ علیہ السلام پر دعا پڑھی مکہ شریف سے الخلیل کئی رات دن کا سفر ہے، یہاں انگور، انجیر، زیتون وغیرہ بکثرت پیدا ہوتے ہیں، پانی کے چشمے ہیں۔ اور سردی ہوتی ہے۔ بڑا خوب صورت بازار ہے اور حسن و جمال کی افراط ہے کیوں نہ ہو کنعان حضرت یوسف علیہ السلام کا وطن مبارک ہے۔ کنعان کہیں کہیں آباد تھا، اس کی عظیم مسجد کو لوگ حرم کہتے ہیں یہاں حضرت ابراہیم، حضرت یوسف، حضرت یعقوب، حضرت اسحاق اور ان حضرات کی بیویوں کی قبریں بھی ہیں۔ زلیخا کی قبر بھی ہے اور بھی بہت سے انبیاء و اولیاء یہاں پر دفن ہیں۔ مسجد کے نیچے ایک بڑے تہہ خانے میں ان بزرگوں کی قبریں ہیں اور ایک پتھر پر قدم شریف کا نشان ہے یعنی حضرت ابراہیم کے قدم مبارک کا نشان ثبت ہے۔

اس سے کچھ دور حضرت لوط علیہ السلام کی بستی ہے، وہاں ان کی قبر ہے۔ اور بھی اردگرد بہت سے مقدس مقامات ہیں۔

حبرون سے آپ بیت المقدس روانہ ہوئے یہ بھی کافی دور ہے! بیچ میں قصر سلیمان پڑتا ہے جس کا دروازہ اور تالاب اب تک باقی ہے، مقام خضر بھی راہ میں آیا ہے۔

یہاں پہنچ کر آپ کی پہلی منزل یعنی سفر خاکی ختم ہو گیا، دوسری منزل آسمانی سفر کی مسجد اقصیٰ سے جو بیت المقدس میں ہے شروع ہوئی۔ اس سے پیشتر کہ آپ آسمان کی طرف روانہ ہوں اپنے پائے مبارک کا نشان قبۃ الصخراء پر ثبت کر دیا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زندگی میں پائے مبارک کا نشان ایک پتھر پر ثبت فرمایا تھا۔

براق پر سوار ہو کر آپ زمین سے آسمان کی طرف روانہ ہوئے، آسمان ماہ یعنی فلک اول جو تمام افلاک میں زمین سے سب سے زیادہ قریب ہے اترے، یہاں آپ کی ملاقات حضرت آدم سے ہوئی، آپ پہلے آسمان سے گزرے اور دوسرے آسمان پر پہنچے یہاں آپ کی ملاقات حضرت عیسیٰ اور حضرت یوحنا سے ہوئی، اس کے بعد تیسرے آسمان کی طرف روانہ ہوئے وہاں حضرت ہارون سے چھٹے میں حضرت موسیٰ سے اور ساتویں میں حضرت ابراہیم سے۔

آسمان ہفتم کے بعد ایک ایسا طبقہ نظر آیا جو اطراف خانہ کعبہ کی طرح تھا، اس کے اختتام پر سدرۃ المنتہیٰ دیکھی، یہ ایک درخت ہے جس کے اوپر کا حال مجہول مطلق ہے کسی کو پتہ نہیں کہ وہاں و منبع ملکوت کس طرح ہے یہاں آپ خدائے تعالیٰ سے انتہائی قریب ہوئے اور ہم کلام ہوئے اور وہاں سے امت کے لیے کچھ احکامات لے کر واپس ہوئے۔

آپ کا یہ سفر اس سفر خاکی نسبت اور بھی زیادہ حیران کن اور عقل بشری میں نہ سما سکنے والا ہے اسی لیے ابوجہل اس کی توثیق نہ کر سکا اور مذاق اڑانے لگا، کفار نے امتحاناً آپ سے دریافت کیا اچھا بتایئے ہمارا فلاں قافلہ جو شام کی طرف روانہ ہوا تھا، کہاں تھا۔ آپ نے صحیح صحیح بتا دیا تو وہ حیران رہ گئے مگر پھر بھی نہ لائے اور حضرت ابوبکر نے سنتے ہی اس کی تصدیق کر دی لہٰذا صدیق کہلائے اور وہ ابوجہل۔

قرآن شریف میں اس پہلے سفر کا بیان سورۂ اسراء کے شروع یعنی پندرھویں پارے کی ابتدا میں ہے اور دوسرے سفر کا بیان سورۂ والنجم میں ہے۔ مشہور مغربی شاعر ڈینٹے کی مشہور نظم "طربیۂ خداوندی" (ڈوائن کمیڈی)

بقیہ۔ کرفیو کے دوران

ہاتھوں خنجر سے گھائل ہوا۔

واضح ثبوت! اس واقعہ سے غالباً دو روز قبل رجوعہ موٹر پر محمد شفیع مراثی رکن پیپلز پارٹی نے جماعتی اقتدار کی رقابت کے پیش نظر خنجر سے اس پر حملہ کیا تھا۔ اور اس وقت چند آدمیوں نے عباس انصاری پر وار ہونے دیا۔ جس سے عباس بچ گیا۔ غالباً عباس مقتول نے پولیس کو اس واقعہ کی اطلاع بھی دی تھی۔ نتیجہ مگر محمد علی شاہ ایم۔این۔اے نے انتظامیہ کو خود کوئی تحقیق نہ کرنے دی۔ اور قتل کے بعد کرفیو کا نفاذ ہوا۔ اور بے گناہ ۹ افراد جو قومی اتحاد کے کارکن ہیں ۳۰۲ دفعہ کا پرچہ کروایا۔ اور ۲۴ افراد پر دیگر جھوٹے مقدمات قائم کرائے

قتل کے جرم میں ناحق گرفتار شدگان کے نام

۱۔ امیر اللہ ولد احمد

۲۔ انتظار احمد ولد امیر اللہ

۳۔ مجلو ولد امیر اللہ۔ ۴۔ محمد صابر ولد امیر اللہ۔ ۵ محمد یامین عرف چٹھن ولد لطیف اللہ (۶) محمد تسنیم ولد محمد یامین (۷) محمد نسیم ولد فیاض احمد۔ (۸) محمد سلیم

نمائندہ خصوصی
عبدالمتیان قریشی

جُمعہ کی ہفتہ وار تعطیل

مسئلہ حل نہیں ہُوا!

یکم جولائی کو پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کا جامعہ اسلامیہ صدر راولپنڈی میں ایمان افروز خطاب

میرے محترم بھائیو! بزرگو! اور دوستو!

اور میرے عزیز ہموطنو!

یہاں ہم سب خدا کے گھر میں اللہ کی عبادت کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ آج جمعہ کا دن ہے۔ بڑی مدتوں کے بعد بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد قومی مطالبات کے بعد آج پہلا جمعہ ہے کہ جمعہ کو سرکاری تعطیل ہوئی ہے۔ ایک مسلمان ملک میں اور پھر وہ ملک جو اسلام کے نام پر بنا تھا جو نظریاتی ملک ہے۔ جو اسلامی ملک ہے۔ اس میں تیس سال کے بعد اتوار کی بجائے جمعہ کو ہفتہ وار تعطیل کی گئی۔

میں سوچتا ہوں کہ ڈوب مرنے کا مقام ہے، لیکن نامعلوم انگریزوں کی روایات انہیں کیوں پسند ہیں۔ انکی تہذیب اور ان کی ثقافت پر کیوں مرتے ہیں۔ یہاں پر تقریباً آٹھ سو سال اسلامی حکومت رہی اور مسلسل ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو ہوتی رہی۔ انگریز نے آنے کے بعد اسلامی شعائر کو ختم کرنے کے لیے اور عیسائیت کو فروغ دینے کے لیے اتوار کی تعطیل کا اجراء کیا۔ غلام قوم نے احتجاج بھی کیا لیکن مؤثر نہ ہوا اور تقریباً ڈیڑھ سو سال تک ہم اتوار کی چھٹی برداشت کرتے رہے۔

یہاں تک کہ پاکستان کا مطلب کیا؟

لا الٰہ الا اللہ۔

کا نعرہ لگا کر جب یہ ملک بنا تو ہماری حکومت کا فرض تھا کہ اس تاریخ کو جس تاریخ کو پاکستان بنا یعنی ۱۴/ اگست جمعہ کا دن اور رمضان کا مہینہ تھا۔ رمضان کی ۲۷ تاریخ تھی۔ اس دن سے یہ اعلان ہونا چاہیے تھا کہ پاکستان کی ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو ہوگی۔ اتوار کو نہیں ہوگی۔ تاکہ ہم اسلامی ملکوں کے زمرے میں داخل ہو کر اطمینان قلب حاصل کر لیتے۔

میرے محترم دوستو!

آج تمام اسلامی ملکوں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو ہے۔ تمام عیسائی ملکوں میں ہفتہ وار تعطیل اتوار کو ہے۔ اور یہ دیکھئے کہ یورپ نے فلسطین کی ارضِ مقدس پر جو ناجائز حکومت بنائی ہوئی ہے جسے پاکستان نے تسلیم نہیں کیا۔ ہم اسے تسلیم نہیں کرتے۔ ایک غاصبانہ حکومت ہے فلسطینیوں کے ملک میں ان کے حقوق غصب کر کے بنائی گئی ہے۔ اس ناجائز حکومت میں بھی ہفتہ وار تعطیل ہفتہ کے دن کی جاتی ہے۔ کیوں کہ یہودیوں کے دین میں ہفتہ کا دن مقدس دن ہے اس لیے انھوں نے اسی دن تعطیل کا اعلان کر دیا۔

لیکن یہ ایک عجیب بات ہے کہ پاکستان کی حکومتیں مسلسل ٹال مٹول کر رہی تھیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ۱۹۶۲ء کی اسمبلی میں ایوب خان کے دور میں جمعہ کی تعطیل کا بل پیش ہوا تھا۔

اس وقت کے وزیر داخلہ حبیب اللہ خان نے جو سینٹ کے چیئرمین ہیں انھوں نے یہ تقریر کی کہ یورپی ملکوں سے ہمارے تعلقات ہیں۔ اس لیے ہمارے لیے جمعہ کی تعطیل مشکل ہے۔ بینک کا مسئلہ ہے۔ بینک اتوار کو بند ہوتے ہیں۔ اگر ہم تعطیل اتوار کو کریں تو دو دن کے لیے ہمارا تعلق یورپ کے بینکوں سے ختم ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کی مصنوعی مشکلات اس نے اسمبلی کی تقریر میں پیش کر کے قوم کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا تھا۔ اس پر بھی ہم نے یہ کہا کہ یہ اشکال کیا صرف پاکستان کے لوگوں کے لیے ہیں۔ کیا افغانستان میں، ایران میں، ملیشیا، انڈونیشیا، عرب ممالک اور تمام اسلامی ملکوں کے یورپ کے ساتھ اقتصادی تعلقات نہیں ہیں اگر وہ لوگ جمعہ کو تعطیل منا سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ پاکستان میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کو نہ ہو۔

محترم دوستو! یہ مسئلہ چلتا رہا۔ کمیٹیوں کے حوالے ہوتا رہا۔ رپورٹیں منگوائی جاتی رہیں۔ گذشتہ اسمبلی میں بھی ہم نے باقاعدہ یہ بل پیش کیا تھا۔ اس کے بعد وہ منتخبہ کمیٹی کے سپرد ہوا اور دنیا بھر کے ملکوں سے رپورٹیں منگوائی گئیں۔ اور یہاں بھی تمام اداروں سے رابطے کیے گئے۔ اس پر چار سال گذر گئے اور یہ لوگ ٹال مٹول کرتے رہے یہاں تک کہ

وہ اسمبلی اپنی مدت پوری کر گئی، لیکن یہ فیصلہ نہ کر سکی۔ ہمیشہ اسمبلی کا فیصلہ اکثریت سے ہوتا ہے۔ اکثریتی پارٹی یہ نہیں چاہتی تھی کہ ایسا ہو، لیکن جب اسمبلی ختم ہو گئی اور نئے الیکشن کا اعلان ہوا تو الیکشن سٹنٹ کے طور پر عوام کو اپنے قریب لانے کے لیے اعلان کر دیا کہ ہفتہ تعطیل جمعہ کو ہوگی، لیکن یکم جولائی سے۔

اب شاید وہ اس فیصلہ سے منحرف بھی ہو جاتے مجھے تو یقین نہیں آتا تھا۔ کیونکہ اس فیصلہ کا اعلان الیکشن سے قبل کیا جاتا ہے اور اسے ملتوی کیا جاتا ہے یکم جولائی پر۔ اس میں کیا حکمت ہے۔؟ اسی لیے میرا خیال تھا کہ یہ لوگ اس فیصلے سے منحرف ہو جائیں گے۔

ان کا ذہن اس کے لیے تیار نہیں تھا عوام کے دباؤ کے تحت، الیکشن میں عوام کے ووٹ حاصل کرنے کے لیے۔ دینی رجحانات کا استحصال کرنے کے لیے انہوں نے ایسا کیا۔ اور میں سوچتا تھا کہ شاید بعد میں اس سے منحرف ہو جائیں گے۔

لیکن خدا کی قدرت کہ الیکشن کے بعد تحریک ایسی چلی کہ وہ اس فیصلے سے منحرف ہونے کی صلاحیت رکھتے ہی نہیں تھے۔ اس تحریک کے لوگوں کو تسکین دلانے کے لیے، مطمئن کرنے کے لیے شراب بھی بند کی گئی جبکہ ہندوستان میں اس سے قبل سالہا سال سے شراب بند ہے۔ اگر ایک شراب کے بند ہونے سے یہ ملک اسلامی ملک بن سکتا ہے تو پھر شاید ہندوستان ہم سے کئی سال پہلے اسلامی ملک بن چکا ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ جمعہ کی تعطیل کے اعلان سے اب وہ ہٹ نہیں سکتے تھے انہوں نے اس کو بھی اس کھاتے میں ڈال دیا کہ ہم نے اصلاحات کی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوام کے مطالبے کے پیش نظر دباؤ محسوس کرتے ہوئے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ میں عوام کو مبارکباد دیتا ہوں کہ تیس سال کے بعد ب کا یہ مطالبہ بروئے کار آیا۔ آج پاکستان میں پہلا دن ہے کہ جمعہ کو ہفتہ وار تعطیل منائی گئی ہے۔!!

میرے محترم دوستو!

یہ ٹھیک ہے ہم خوش ہیں۔ ایک اسلامی روایت قائم ہوئی اور پاکستان بھی اپنے دوسرے مسلمان ملکوں کے زمرے میں داخل ہو گیا۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ بعض مسائل جذباتی ضرور ہوتے ہیں بنیادی نہیں ہوتے۔ ہم نے اس ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ کرنا ہے۔ جمعہ کی تعطیل سے کہیں آپ یہ سمجھیں کہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

میرے محترم دوستو!

صرف جمعہ کی تعطیل سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ یہ درست ہے کہ جمعہ ہمارے لیے مقدس دن ہے۔ ہمیں جمعہ کی نماز پڑھنی ہوتی ہے۔ جمعہ کی نماز سے قبل طہارت، پاکیزگی اور کپڑے بدلنے بھی ہوتے ہیں۔ اور مسجد میں جتنا آدمی جلدی آجائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔

"ایک حدیث میں آتا ہے کہ جمعہ کے دن جو شخص سب سے پہلے آ گیا تو اسے اتنا ثواب ملتا ہے کہ جیسے اس نے اونٹ صدقہ کیا ہو۔ اس کے بعد دوسرا گروپ آتا ہے تو اسے اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے ایک گائے کو صدقہ کیا۔ اس کے بعد تیسرا گروپ آتا ہے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے کہ اس نے ایک بکری کو صدقہ کیا ہے۔ جب چوتھا گروپ آتا ہے تو مرغی کے صدقہ کا ثواب پاتا ہے اور پانچواں گروپ آتا ہے تو انڈے کے صدقہ کا ثواب ملتا ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کی نماز سے قبل اگر کوئی گھنٹہ قبل بھی آکر مسجد میں بیٹھ جائے، ذکر اذکار کرے، تلاوت کرے اور اللہ کو یاد کرے تو بہت بہتر ہے۔ اسی لیے ہم خوش ہوئے کہ آج کے دن ہم آزاد ہو گئے اور اب ہم مسجد میں سویرے آکر بیٹھ سکتے ہیں۔

میرے محترم دوستو!

یہ نہیں کہ کوئی جمعہ کے دن کاروبار بند ہے۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ قرآن کریم نے اعلان کیا ہے کہ:

"اے ایمان والو! جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف (یعنی خطبہ جمعہ سننے کے لیے) مسجد کی طرف دوڑو۔ اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو"!!

اس سے صاف ظاہر ہے کہ جمعہ کی اذان سے پہلے لوگ خرید و فروخت میں مصروف تھے۔ تبھی تو فرمایا کہ "خرید و فروخت چھوڑ دو" اذانِ جمعہ سے قبل خرید و فروخت اور کاروبار سب جائز ہے۔ یہ قرآن کی آیت اس پر شاہد ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

"جب نماز ختم ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے رزق کو تلاش کرو (کاروبار کو جاری کرو)"

معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز سے قبل بھی کاروبار کو جاری رکھنا جائز ہے اور جمعہ کے بعد بھی جائز ہے۔ صرف اذان کے بعد جمعہ سے فراغت تک کا وقت جو ہے یہ جمعہ میں مصروف ہونا بے حد ضروری ہے۔

تو یہ کوئی ایسا بنیادی مسئلہ نہیں ہے جس پر آپ مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ جب تک ملک میں اسلام کا نظام مکمل طور پر نافذ نہ ہو جائے اس وقت تک اطمینان سے نہیں بیٹھنا۔ ہماری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ یہاں اسلام کا پورا نظام آجائے۔ ان چند باتوں سے خوش تو ہم ہیں، لیکن ان سے دھوکہ نہیں کھا سکتے کہ جدوجہد کو چھوڑ دیں۔ جدوجہد جاری رہے گی۔ تاآنکہ ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ ہو جائے۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ ہمارا مقصد اس تحریک سے، بلکہ میں کہتا ہوں کہ ہمارا سیاست میں حصہ لینے کا مقصد یہ ہے کہ یہاں پر وہ حکومت قائم ہو جو اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہو۔

ہم غیر اسلامی سیاست پر لعنت بھیجتے ہیں۔ غیر اسلامی سیاست کے ہم قائل نہیں ہیں۔ مسئلہ بالکل واضح ہے۔ اور میں نے بار بار یہ بات کہی ہے۔ جب میں سرحد کا وزیر اعلیٰ تھا کہ اس وقت بھی میں نے یہ بات کہی تھی کہ یہ وزارت ذریعہ ہے منزل تک پہونچنے کا۔ جس دن ہی یہ وزارت ہمارے منزل کی راہ میں رکاوٹ بن گئی اسی وقت وزارت کو چھوڑ دونگا۔ ہمارے سامنے سفلی قسم کے مقاصد نہیں۔ ہم نے کچھ کھایا نہیں ہے۔ ہم نے کچھ بنایا نہیں ہے۔ یہ دنیا کی دولت پر مرمٹنے والے لوگ دوسری پارٹیوں میں ہیں۔ ہمارے پاس نہیں ہیں۔

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے نزدیک یہ وزارت، یہ صدارت کوئی چیز نہیں ہے۔ اور میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ ہماری عزت وزارت کے دوران اتنی نہیں تھی جتنی اب وزارت کے بعد ہے۔ اب ہم اپوزیشن میں ہیں۔ حزب اختلاف میں ہیں۔ اب ہماری عزت اس سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ کیونکہ ہم عوام میں ہیں۔ اور میں نے یہاں تک کہا تھا کہ جب میں وزیر اعلیٰ بنا تھا تو اتنے مبارک باد کے تار نہیں آئے جتنے وزارت سے استعفیٰ دینے پر آئے ہیں۔ آپ کے دلوں میں ہماری محبت ہے۔ ہمارا احترام اور ہمارا وقار وزارت کے زمانے سے زیادہ آج موجود ہے۔ ہم اصولوں کو چھوڑ کر وزارت کو کیا کریں۔ یہ تو وہ لوگ وزارت کے پیچھے بھاگتے ہیں جنہیں وزارت سے علیحدہ ہونے کے بعد کوئی سلام تک کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہمارے سامنے کوئی سفلی مقصد نہیں ہے۔ ہمارے سامنے اعلیٰ مقصد ہے۔ ہمارے سامنے یہ مقصد ہے کہ ہم سیاسی قوت حاصل کرنے کے بعد اس ملک میں اسلام کے نفاذ کے صحیح مقصد کے لیے صرف کریں۔ یہ ہمارا مقصد ہے۔ اور انشاء اللہ آپ کے تعاون سے ہم اس منزل پہ پہونچے گے اور ضرور پہونچے گے اور جلدی پہونچیں گے۔

میرے محترم دوستو!

یہ تو واضح مسئلہ ہے۔ حکومت نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اکتوبر کے اوائل میں سات یا آٹھ اکتوبر کو الیکشن ہونگے۔ میں نے سات یا آٹھ کی بات اس لیے کی کہ سات کو جمعہ ہے۔ اور جمعہ کی مصروفیت کی وجہ سے شاید لوگ پولنگ سٹیشن پہ نہ جاسکیں۔

ہم غلط الیکشن کو دوبارہ کرانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ آپ بھی عجیب لوگ ہیں۔ جب پاکستان کے کسی حصے میں جلسہ کرتے ہیں خواہ وہ جلسہ پنجاب میں، سندھ میں بلوچستان میں اور سرحد میں ہو۔ ہم آپ سے کہتے ہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ تو آپ ہاتھ اٹھاتے ہیں، نعرے لگاتے ہیں، زور سے کہتے ہیں

اسلام - زندہ باد

لیکن جب آخری فیصلے کا وقت آتا ہے تو آپ کو ہاتھ اٹھانا بھول جاتا ہے۔ کچھ مفادات آپ کے سامنے آجاتے ہیں

میرے محترم دوستو!

میں واضح طور پر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے اسلام نہیں آئے گا جو تیس برس تک اس ملک پر مسلط رہ چکے ہیں۔ میں نے بار بار یہ بات کہی ہے کہ اور میں آج بھی کہتا ہوں کہ تیس سال تو کیا اگر اس قسم کے حکمران تین سو سال بھی حکمرانی کریں تو اسلام کا نظام نافذ نہیں کر سکتے۔ ان کا ذہن اسلام کو قبول ہی نہیں کر سکتا۔ آپ بتائیں کہ ایک شخص جو خود شرابی ہو وہ کیسے یہ قانون پاس کرائے گا کہ شرابی کو اسی کوڑے لگائے جائیں۔ وہ یہ سوچتا ہے کہ یہ قانون جب پاس ہوگا تو سب سے پہلے اسی کوڑے میری پیٹھ پہ لگیں گے۔ وہ کیوں ایسا قانون پاس کرائے گا۔ ایک آدمی جو چور ہے وہ چوری کے لیے ہاتھ کاٹنے کی اسلامی سزا کیوں نافذ کرے۔؟ پاکستان میں بڑے بڑے چور ہیں۔ ان بڑے بڑے چوروں کو یہ پتہ ہے کہ جب اسلامی قانون آئے گا تو ہمارا ہاتھ تو رہے گا نہیں۔ بس یہ وہ اسمبلی سے باہر کہتے ہیں کہ بھائی دیکھو اگر یہ ہاتھ کاٹنے والی سزا نافذ ہو جائے تو پاکستان میں سارے لوگ ٹنڈے ہو جائیں گے یہ ٹنڈوں کا ملک ہوگا۔ انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ شاید سارے چور ہیں۔ سارے چور نہیں ہیں میں راولپنڈی ضلع کی ضمانت دیتا ہوں کہ اگر پنڈی کا شہر میں ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے تو کم از کم دوسری چوری نہیں ہوگی۔

سعودی حکومت میں چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔ لیکن وہاں چوری نہیں ہوتی دنیا کے تمام ملکوں سے جب موازنہ کیا جاتا ہے تو جرائم سب سے کم سعودی عرب میں ہیں۔ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے۔ اس لیے کہ اسلامی سزا ہے۔ اسلامی سزا میں ایک برکت بھی ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ یہ ہاتھ زیادہ نہیں کٹیں گے۔ کارخانوں میں کام کرنے والوں کے ہاتھ مشینوں میں آکر بھی تو کٹ جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں کٹیں گے اسلامی نظام کی برکات ہیں۔ یہ نظام عدل ہے ان برکات سے جانور بھی محروم نہیں رہتے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں بکریوں اور بھیڑیوں کے ریوڑ اکٹھے پھرتے کبھی کوئی حملہ نہیں ہوتا تھا۔ ایک دن ایک چرواہے نے دیکھا کہ ایک بھیڑیے نے کسی بکری پر حملہ کر دیا ہے۔ اور اسے چیر پھاڑ دیا ہے۔ اس چرواہے نے سوچا کہ یہ کیا بات ہے؟ پھر اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ وہ نیک بندہ فوت ہو گیا ہے۔ معلوم کیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز اس رات فوت ہو گئے تھے۔ اس سے پتہ چلا کہ اگر عادل حکمران ہوتا ہے اور اسلام کا نظام عدل نافذ ہوتا ہے تو حیوانات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ نباتات پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے

میں تو کہتا ہوں کہ مسلمان کی حیثیت سے ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلام کے نظام سے بہتر کوئی نہیں اور میں ان سے کہتا ہوں کہ کم از کم اسی نظام کو تجربے کے طور پر ہی دیکھ لو۔ اس کی برکات ظاہر نہ ہوں تو پھر کہنا۔ جس نظام کے لیے یہ ملک بنا ہے اس نظام کو ایک مرتبہ آزمائش

ہی کی غرض سے نافذ کر دو۔

مجھے۔ بتائیں کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے پاکستان آپ کو بنا کر دیا تھا یا آپ نے اکیلے بنایا تھا۔ انہوں نے نہیں کہا تھا کہ پاکستان زندہ باد؟ کیا یو۔پی۔ کے مسلمان سی۔پی کے مسلمان۔ بہار بمبئے اور اڑیسہ کے مسلمان نے پاکستان زندہ باد نہیں کہا تھا۔ انہوں نے تو پاکستان تمہیں بنا کر دیا ہے۔ سب سے زیادہ قربانیاں انہوں نے دی ہیں۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ یو۔پی پاکستان کے نقشے میں نہیں ہے۔ انہیں یہ بھی پتہ تھا کہ تقسیم کے بعد یہاں کے مسلمان ہندو کے رحم و کرم پر ہوں گے یہ سمجھ کر بھی انہوں نے پاکستان زندہ باد کا نعرہ کیوں لگایا۔

انہوں نے اس لیے قربانی دی کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ، بلوچستان اور مشرقی بنگال کے لوگ پاکستان بنائیں ان کے لیے ہم اپنی آزادی کو ختم کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ آزادی اسلامی حکومت کے لیے قربانی کی اگر انہیں یہ علم ہوتا کہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ نہیں ہوگا تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ کبھی اسلام کا نعرہ نہ لگاتے وہ مہاجر ہے۔ وہ گھروں سے نکالے گئے کیا وہ لوگ یہ مطالبہ نہیں کر سکتے کہ اگر تم نے اسلامی حکومت نہیں قائم کرنی تھی تو ہمیں ہندو کا غلام کیوں بنایا۔ وہ آپ کا گریبان پکڑ کر پوچھ سکتے ہیں آپ کے پاس کیا جواب ہے۔ کم از کم ان کو جواب دینے کے لیے ہی یہاں اسلام کی حکومت نافذ کر دیں،

میرے محترم دوستو!

میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جو لوگ تیس سال میں پاکستان میں برسر اقتدار رہے ہیں یہ اسلامی حکومت نہیں لا سکتے۔ ہرگز نہیں لا سکتے۔ اسلام خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہے عظیم نعمت اس سے بڑی نعمت کوئی اور بھی ہے؟ اتنی بڑی نعمت ان لوگوں کے ہاتھوں نہیں آسکتی یہ طے شدہ مسئلہ ہے نتیجہ واضح ہے کہ اب آپ نے حکمرانوں کو بدلنا ہے۔ ان حکمرانوں کا ذہن نہیں بدل سکتا انہیں سرے سے بدلنا ہوگا۔

آپ نے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ اب سب سے بڑی قربانی آپ کی یہ ہوگی کہ آپ عزم کے ساتھ پختگی کے ساتھ بلا خوف و خطر اپنی صحیح رائے کو استعمال کریں۔ کوئی لالچ نہ ہو۔ کوئی مفاد نہ ہو۔ کوئی خوف نہ ہو۔ اگر آپ ڈٹے رہے تو یہاں اسلامی قانون آئے گا۔ اسلامی عدل آئے گا۔

ہماری اللہ پاک سے یہی دعا ہے کہ اے اللہ اس ملک میں اسلامی نظام نافذ فرما۔ ہم عاجز۔ مظلوم اور تباہ حال بندے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم پر رحم فرما۔

میں کہتا ہوں کہ اسلامی معاشرے کی جو زندگی ہے جنت کی زندگی ہے۔ جنت آخرت میں ہوگی لیکن اگر اسلامی معاشرہ قائم ہو جائے تو دنیا میں بھی جنت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لیے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ دن لائے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اسلام کی بہاریں دیکھیں ایک آدمی اگر اسلامی نظام کی جدوجہد کرتے ہوئے مرجاتا ہے تو وہ کامیاب ہو جاتا ہے

مرسلہ: محمد شریف نعمانی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لودھراں

اسلامی تاریخ میں علماءِ حق اور حکام کا کردار

فریضۂ امر بالمعروف

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو انسانی زندگی کا مکمل نظام قرار دیا ہے اور اسلامی عقیدہ کو قیامت تک کے لیے انسانیت کی فلاح وسعادت کا موجب ٹھہرایا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسلام میں سیاسی طاقت کو خاص اہمیت دی ہے اور اس کا اصل مدعا اسلامی نظام کا عملی نفاذ دنیا میں عقیدۂ اسلامی کی اشاعت اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسانوں کے معاملاتِ زندگی کی نگرانی ہے۔ یہ سیاسی اقتدار امت کے ہر ہر فرد کو سونپا گیا، لیکن چونکہ مجموعی طور پر امت کا ہر ہر فرد اس اقتدار کو ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ اس لیے امت اپنے اندر سے ایک ایسے شخص کو منتخب کرلے گی جو نیابتہً اس اقتدار کو قائم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے امت کے ہر ہر فرد کا یہ حق باقی رکھا ہے کہ وہ صاحب اقتدار کا محاسبہ کرے اور اگر وہ امت کے معاملات کی دیکھ بھال میں کوتاہی برت رہا ہو یا احکامِ اسلامی کے نفاذ سے منحرف ہوگیا ہو، یا اس نے اسلام کی اشاعت کو ترک کر رکھا ہو تو اس کی پوری باز پرس کرے۔

اسلام نے صاحب اقتدار شخص کو محض امت کا ایک حق ہی قرار نہیں دیا۔ کہ اس حق کے ترک واختیار میں اسے آزادی ہو، بلکہ اس کو عام مسلمانوں کے لیے فرض اور علماء کے لیے فرضِ عین قرار دیا اس لیے کہ علماء ہی امت کے حقیقی پیشوا اور امت کا باشعور گروہ شمار ہوتے ہیں۔ دین کے نگہبان اور احکامِ دین کے مبلغ اور داعی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولتکن منکم امّۃ
یدعون الیٰ الخیرو
یامرون بالمعروف
وینھون عن المنکر
(آل عمران)

ترجمہ: تم میں ضرور ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی دعوۃ دے اور نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے روکے۔

اور جیسا کہ امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ انکارِ منکر سے مراد محاسبہ، اور امر بالمعروف سے مراد وہ نصیحت ہے جو بھلائی کی دعوت پہ مبنی ہو اور بھلائی نام ہے قرآن کریم کی اتباع، اور سنتِ مطہرہ کی پیروی کا۔

جو شخص اسلام کے اس مقصد کو قائم نہیں کرتا اور اس فرض کو ادا کرنے میں کوتاہی برتتا ہے اسلام اسے مستوجب سزا ٹھہراتا ہے اور اس کے بارے میں متعدد تہدیدیں اور وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من رأی سلطان جائرًا
مستحلاً لحرام اللہ ناکثاً
لعھد اللہ مخالفاً
لسنۃ رسول اللہ مما
یعمل فی عباد اللہ با
الاثم والعدوان فلَم
یغیر بقولٍ ولا فعلٍ
کان حق علی اللّٰہ
ان یدخلہٗ مدخلہٗ
(طبری وکامل)

ترجمہ: جو شخص کسی صاحبِ اقتدار کو اس حال میں دیکھتا ہے کہ وہ ظلم وستم کر رہا ہے۔ اللہ کی حرمتوں کو حلال ٹھہرا رہا ہے۔ اللہ کے عہد توڑ رہا ہے۔ رسول خدا کی سنت کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ خلق خدا کے ساتھ گناہ کر رہا ہے اور زیادتی کا سلوک کر رہا ہے اور پھر وہ اسے زبان یا عمل سے بدلنے کی کوشش نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کے لیے یہ حق ہے کہ وہ اسے بھی وہیں داخل کردے جہاں اس صاحب اقتدار کو داخل کرے گا۔

ظاہر ہے کہ ظالم حکمران کا انجام دوزخ ہے اور قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کا نشانہ ہوگا۔ پس اس ارشاد نبویؐ کی رُو سے ویسا ہی انجام اس شخص کا بھی ہوگا جس نے ظالم حکمران کا محاسبہ نہ کیا اور اسے غلط کاموں

پر نہ ٹوکا۔ رسول اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشادِ گرامی ہے۔

والذی نفسی بیدہٖ
لتامرون بالمعروف و
تنھون عن المنکر و
لتاخذن علی ید الظالم
ولتأطرنہٗ علی الحق
اطراً و لتقصرنہ علی
الحق قصراً او لیضربن
اللہ بقلوب بعضکم
علی بعض او لیلعنکم
کما لعن بنی اسرائیل

(ابوداؤد و ترمذی)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم پر لازم ہے کہ نیکی کا حکم دو اور بدی سے روکو اور ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کی طرف موڑ دو اور اس کو حق پر ٹھہرنے کے لیے مجبور کر دو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی برائیاں ایک دوسرے پر مسلط کر دے گا۔ یا تم پر اس طرح لعنت کرے گا جس طرح بنی اسرائیل پر کی۔

جو لوگ حکام کا محاسبہ اور تنقید کرتے ہیں اور ہر وقت ان کے بُرے کاموں پر انہیں نکیر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی عاقبت کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت دی ہے کہ وہ شہداء کے زمرے میں شامل ہونگے بلکہ شہداء کے سردار ہوں گے۔ آنجناب کا فرمان مبارک ہے:

سید الشھداء حمزۃ
بن عبد المطلب و
برجل قام الی امام ظالم
فامرہ ونھاہ فقتلہٗ

ترجمہ: شہداء کے سردار حمزہ بن عبد المطلب اور وہ شخص ہے جو ظالم حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے نیکی کی تلقین کی اور برائی سے منع کیا اور اس حاکم نے اسے قتل کر دیا۔"

انہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا کی سختیوں سے نجات پانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

فلما نسوا ما ذکروا بہٖ
انجینا الذین ینھون
عن السوء واخذنا
الذین ظلموا بعذاب
بئیس بما کانوا
یفسقون ۰ (اعراف)

اور جب وہ ان ہدایات کو فراموش کر چکے جو انہیں یاد کرائی گئی تھیں تو ہم نے ان لوگوں کو بچا لیا جو برائی سے روکتے تھے اور باقی سب لوگوں کو جو ظالم تھے ان کی نافرمانیوں پر سخت عذاب میں پکڑ لیا۔"

امتِ مسلمہ کو بہترین امت ہونے کا جو منصب دیا گیا ہے وہ منصب اسی فرض کے قیام کے ساتھ مشروط ہے۔ جب تک یہ امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قائم رہے گی اسے خیر امت ہونے کا شرف حاصل ہوگا ورنہ اس سے یہ منصب چھن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس تامرون
بالمعروف وتنھون
عن المنکر و
تومنون باللہ (آل عمران)

بیشک تم بہترین امت ہو جسے انسانوں کے لیے پیدا کیا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

نیک حکمران ہمیشہ تنقید برداشت کرتے رہے

امتِ مسلمہ کے اسلاف میں جو نیک نہاد اور صالح حکمران تھے وہ امت کے حقِ محاسبہ تنقید کو ہمیشہ برداشت کرتے رہے ہیں اور اسے عملاً تسلیم کرتے تھے۔ اور انہیں اس امر کا بھی پورا احساس تھا کہ انکارِ منکر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مسلمان کا فرض ٹھہرایا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیشہ ہر شخص کو تنقیدی محاسبہ اور انکارِ منکر کا حق دیا اور غیر مشروط طور پر اس فرض کو بروئے کار لانے کی اجازت دی، بلکہ ہمیں ایسے پاکیزہ نفس اور وسیع الظرف حکمران بھی اسلامی تاریخ میں ملتے ہیں جنہوں نے از خود امت سے مطالبہ کیا کہ ان کے اعمال پر کڑی نظر رکھی جائے اور جب تک وہ حکومت کو اخلاص کے ساتھ استعمال کرتے رہیں اور اس سے ذاتی اغراض کی بجائے محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طلب گار رہیں محاسبہ اور اصلاح کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

تنقید کے بارے میں خلیفۂ اوّل کا رویّہ

اسکی سب سے نمایاں مثال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ اوّل ہیں۔ آپؓ نے جب حکومت کی زمام تھامی تو مسلمانوں سے فرمایا:

فان احسنت فاعینونی
وان اساءۃ فقوّمونی
اطیعونی ما اطعت اللہ
ورسولہٗ فیکم۔

ترجمہ: اگر میں درست کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر غلط روش اختیار کروں تو مجھے سیدھا کر دو، اور میری اطاعت کرو جب تک میں تمہارے درمیان اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرتا رہوں۔"

خلیفۂ دوم کی مثال

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا کہ:

من رأى منكم فى اعوجاجاً فليقومه

ترجمہ: تم میں سے جو شخص میرے اندر کجی دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے سیدھا کر دے۔"

کجی کے سیدھا کرنے سے مراد محاسبہ و تنقید ہی ہے۔ جب حکمران کے ہاتھ میں مسلمانوں کے معاملات کی زمام کار ہے اسلام اس پر لازم ٹھہراتا ہے کہ وہ کشادہ دلی اور فراخ حوصلگی کے ساتھ محاسبہ اور تنقید کی آواز کو سنے۔ اور اگر یہ محاسبہ اسلامی احکام کے مطابق ہو تو اسے قبول کرلے اور اس کے لیے جائز ہی نہیں کہ وہ کسی شخص کو اس بنا پر سزا دے کہ اس نے اس پر تنقید کی ہے۔ خواہ یہ تنقید کتنی ہی تند و تیز کیوں نہ ہو۔

حضرت عمرؓ نے یہ مطالبہ کیا کہ ان کے اندر کوئی کجی ہو تو اسے سیدھا کر دیا جائے تو اس کے جواب میں ایک اعرابی نے اٹھ کر جو کچھ کہا وہ بھی سننے کے قابل ہے۔

اعرابی نے کہا:

والله يا عمر لو رأينا فيك اعوجاجاً لقومناه بحد سيوفنا۔

ترجمہ: بخدا اے عمر! اگر ہم نے تمہارے اندر کوئی کجی دیکھی تو اپنی تلواروں کی دھار سے سیدھا کر دیں گے۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعرابی کے جواب کو نہ صرف درست سمجھا، بلکہ اس پر مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا:

الحمد لله جعل فى امة محمد من يقوم عمر بسيفه۔

ترجمہ: شکر ہے اس خدا کا جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اندر ایسے لوگ مہیا فرمائے جو عمرؓ کو اپنی تلوار سے سیدھا کر دیں گے۔"

سیدنا عمر اس پر خوش تھے کہ کجی کو درست کر دیا جائے۔ اور بذور شمشیر — ہاں بذور شمشیر

ان کی غلطیوں کی تصحیح کی جائے۔

مگر موجودہ دور کے حکمرانوں اور ان کے ملازمین کو دیکھیں تو وہ بذور شمشیر تو کجا یہ تک برداشت نہیں کرتے کہ محض زبان یا قلم سے ان کی غلطی ان پر واضح کر دی جائے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے کہا تھا کہ

اتق الله يا عمر

(اے عمر اللہ سے ڈر۔)

اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے اسے ٹوکا اور کہا کہ —— امیر المومنین کے حق میں ایسے الفاظ کہتے ہو؟ مگر حضرت عمرؓ نے ٹوکنے والے شخص کو ڈانٹا اور اپنا وہ مشہور قول بیان کیا کہ جو ہر صالح حکمران کے لیے ایک مثال قرار پا چکا ہے۔ آپؓ نے فرمایا:

لا خير فيكم ان لم تقولوها ولا خير فينا ان لم نسمعها

اگر تم لوگ ایسی بات نہ کہو تو تمہارے اندر کوئی بھلائی نہیں اور اگر ہم ایسی بات نہ سنیں تو ہمارے اندر کوئی بھلائی نہیں

(جاری ہے)

یکم مئی خانیوال کی رپورٹ کے سلسلے میں :

خانیوال میں یکم مئی کی کارروائی سے متعلق رپورٹ جو ترجمان اسلام میں شائع ہوئی تھی وہ ہماری معلومات کی حد تک بلا تعصب اور قطعاً غیر جانبدارانہ لکھی گئی تھی۔ معاملہ کے تصفیہ کے لیے جو وفد ملتان سے خانیوال آیا تھا۔ اس کے شرکا کے نام بیشتر افراد سے پوچھے۔ مگر مکمل جواب نہ مل سکا۔ چونکہ شیخ یعقوب صاحب جماعتی سلسلہ میں بیشتر بار خانیوال آتے رہے ہیں۔ لہٰذا لوگوں نے یہی کہا کہ شیخ یعقوب صاحب تھے اور ان کے ساتھ کچھ اور احباب۔ لہٰذا اپنی معلومات کی بنیاد پر ہم نے بغیر تعصب اور جانبداری کے رپورٹ قلمبند کر دی۔ لیکن رپورٹ شائع ہونے کے بعد حلقۂ احباب میں مختلف انداز سے چہ میگوئیاں ہوئیں جس بنا پر شریک وفد جناب شیخ محمد یعقوب نے صحیح صورت حال ارسال خدمت کی ہے جو ہم من وعن شائع کر رہے ہیں، تاکہ حقیقت حال کی وضاحت ہو سکے۔ خدا گواہ ہے ہمارے ذہن کے کسی گوشہ میں جانبداری اور کریڈٹ کی بات نہیں۔ جو کچھ سنا دیکھا حوالۂ قلم کر دیا۔ ادارہ۔

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم۔

پاکستان میں پورے تیس سال بعد ایسی صورت حال پیدا ہوئی ہے کہ اب انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی نظام کا اجرا ہوگا اور عوام کے تمام مسائل اس بابرکت نظام سے حل ہو جائیں گے۔

ایسے نازک موقع پر ہمیں باہمی اعتماد اور اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ کریڈٹ حاصل کرنے اور آگے نکلنے کی ناپسندیدہ کوشش ہمارے اتحاد کو نقصان پہونچانے کا باعث ہوگی۔ اس لیے کسی حال میں بھی اس مرض کو نزدیک نہیں آنے دینا چاہیے۔ اور اس مرض سے اللہ کی پناہ طلب کرنی چاہیے۔ اگر ہم نے یہ دوڑ پھر سے شروع کر دی تو شدید نقصان ہوگا اور ہمارے اکابر نے جس خلوص اعتماد اور باہمی احترام کی فضا پیدا کی ہے اور ہمیں روشن مستقبل سے روشناس کرایا ہے اسے سخت نقصان پہونچے گا۔

جب تک ہم دوسرے کا احترام نہیں سیکھیں گے ہم موجودہ شدید حالات کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ اور کسی وقت بھی گمراہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے۔

خانیوال سے متعلق جو رپورٹ ترجمان اسلام میں شائع ہوئی ہے وہ پڑھ کر بہت افسوس ہوا ہے۔ اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ملتان کے وفد میں صرف ایک آدمی شیخ یعقوب نے فل پارٹ ادا کیا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ ملتان سے پانچ افراد کا ایک وفد خانیوال گیا تھا۔ درست صورت حال یہ ہے کہ خانیوال میں فائرنگ کے بعد حالات بہت کشیدہ ہو گئے تھے ضلعی حکام بھی بہت پریشان تھے۔ رات ۱۲ بجے اعلیٰ حکام نے

حضرت مولانا حامد علی خان صاحب سے رابطہ قائم کیا اور درخواست کی کہ حالات کو کنٹرول کرنے میں ضلعی انتظامیہ کی اخلاقی امداد کریں۔ حضرت مولانا نے وعدہ کر لیا اور کہا کہ میں ایک نمائندہ وفد صبح خانیوال بھجواؤں گا، مگر شرط یہ ہے کہ اس وفد کے خانیوال جانے تک کسی قسم کی انتقامی کارروائی نہ کی جائے۔

۲ مئی صبح ملتان سے ایک وفد خانیوال کے لیے روانہ ہوا۔ اس وفد میں ملتان ٹریڈرز چیمبر کے صدر حاجی محمد رشید، پی۔این۔اے کے صدر شیخ محمد صدیق، ڈاکٹر بدر، شیخ خورشید اور شیخ محمد یعقوب پانچ افراد تھے۔

ڈی آئی جی ملتان نے وائرلیس سے خانیوال اطلاع کر دی کہ وفد ملتان سے روانہ ہو گیا ہے۔ خانیوال میں ٹریفک ممنوع تھی۔ مگر وفد جب لاہور روڈ پر پہونچا تو ایک اے۔ ایس۔ آئی نے آگے بڑھ کر معلوم کیا۔ اُسے بتایا کہ وفد کے ارکان ہیں تو اس نے بتایا کہ ضلعی حکام بلدیہ کی عمارت میں آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

پانچ رکنی وفد ضلعی حکام سے ملا۔ حالات معلوم کر کے شہر میں گیا۔ مولانا ایوب الرحمٰن صاحب کی مسجد اور مدرسہ میں جا کر حالات معلوم کیے اور پھر صوفی عبدالحق صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ باہمی مشورہ ہوا۔ ایک۔ پروگرام بنایا۔ اور ایک فارمولا مرتب ہوا۔

وفد دوبارہ بلدیہ گیا اور ضلعی حکام سے بات چیت کی۔ تین بجے صدر پی این اے نے مجھے حکم دیا کہ میں اکیلا ملتان روانہ ہو جاؤں اور ملتان پہونچ کر ڈیوٹی کے مطابق معمول کے جلوس کو کنٹرول کروں۔ میں ملتان آگیا۔

ارکان وفد نے بار بار ضلعی انتظامیہ اور شہریوں سے رابطہ قائم کیا اور ایک فارمولے پر مفاہمت ہو گئی۔ اسی اثنا کمشنر ملتان آگئے انہوں نے کسی غلط فہمی کی بنیاد پر سخت لہجہ اختیار کیا۔

ارکان وفد نے اسے محسوس کرتے ہوئے کہا کہ خانیوال کے نمائندہ حضرات راؤ شاکر اور ملک غلام سرور موجود ہیں۔ آپ ان سے معاملہ طے کریں۔ ہم ملتان واپس جا رہے ہیں

عمیر الہاشمی صاحب کی رپورٹ سے جو غلط فہمی ہوئی اس وضاحت کو شائع کر کے اسے دور کر دیں۔

والسلام : محمد یعقوب شیخ۔ ملتان

ترتیب - قمر ہاشمی

جمعیۃ علماء اسلام کی تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں

گذشتہ روز پاکستان قومی اتحاد کے ممتاز رہنما اور جمعیت علماء اسلام کراچی سینٹر کے امیر الحاج مولانا ذکریا نے نوجوانان کھوکھراپار کے پرہجوم استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے جرأت و ہمت کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ جسے رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا اور آپ کی ان عظیم قربانیوں کا تاریخ میں سنہری حروف سے ذکر کیا جائے گا۔

جمعیت علماء اسلام کے امیر نے استقبالیہ میں پیش کیے گئے سپاسنامے سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک کے دوران بنس روڈ پر جلوس کی قیادت کرتے ہوئے فوج کی وارننگ کے باوجود جن تین لائنوں کو ہم نے عبور کیا تھا اس کا سہرا میں اور میرے ساتھی عوام کے سر سمجھتے ہیں اس لیے کہ یہ جرأت و ہمت ہم کو مخلص اور جرات مند عوام کی دعاؤں کی بدولت حاصل ہوئی اس میں میرا اور میرے ساتھیوں کا کوئی کمال نہیں تھا۔ اس واقعے کو ہم عوام اور قومی اتحاد کی نتیجہ سمجھتے ہیں۔

استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا ذکریا نے کہا کہ آج استقبالیہ میں میرا دل مغموم ہے اور ہمیں ہمارے ان ساتھیوں کی یاد ستا رہی ہے جو کہ ابھی تک جیلوں میں نظر بند ہیں مولانا نے کہا کہ ہمارے لیے اس وقت سب سے اہم مسئلہ ہمارے کارکنوں اور باقی قائدین کی رہائی کا ہے۔

استقبالیہ سے ڈاکٹر مبین اختر اور خواجہ شرف الاسلام ایڈووکیٹ نے بھی خطاب کیا اور عظیم جلوس بھی نکالا گیا اور بلند ترین ایک پرچم کی پرچم کشائی بھی کی گئی اور پھر نوجوانان کھوکھراپار کی طرف سے قومی اتحاد کے زعماء کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت استقبالیہ کا اہتمام بھی کیا گیا۔

جیل میں چند یوم

۱۸ مارچ تا ۱۸ جون ۱۹۷۷

میرے ساتھ بہت سے نوجوان اور رہنمایانِ قوم قید میں رہے۔ اگرچہ میرا قید میں رہنا کوئی ایک واقعہ نہیں مگر پاکستان پولیس کے ایک ذمہ دار مسلمان افسر کے یہ الفاظ "کہاں ہے تمہارا خدا!" بلاؤ اسے کو؟ اس حال میں ڈاڑھی سے پکڑ کر زور سے ڈنڈے برساتے ہوئے کہہ رہا تھا" یہی الفاظ اب مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں کچھ واقعات کو زیر قلم لاؤں۔ ۱۸-۳-۷۷ کو جملہ ساتھیوں کے ساتھ تحریک کا پہلا سفر شروع ہوا۔ کچھ دن تھانے کا چکر لگوانے کے بعد جیل بھیج دیا گیا۔ حاکم جیل نے ایک دن دورے کے دوران کہا "تم تعظیماً بیٹھے کیوں نہیں"، فقط اس جواب پر کہ "رسول کے غلام، آپ کے غلام نہیں ہیں" یہ سزا ملی کہ بیڑیاں پہنا کر پھانسی کی چکی میں بند کر دیا یہ ان کی نظر میں جذبہ حریت کی بڑی سے بڑی سزا تھی دو روز بعد ساتھیوں کے صبر پر احتجاج پر باہر نکالا۔ اور بیرک میں ڈال دیا گیا۔ آخرکار ۲۶-۴-۷۷ کو جیل سے باہر آئے اور دیوانہ وار آئے؟ جذبہ کو جنوں تو ہونے دو تم خیر مناؤ زنداں کی

۲۸-۴-۷۷ کو پنڈی کے لیے روانہ ہوئے، رستہ میں ہزارہ کا دیٹی کھڑی کی گئیں، پنڈی، جوانِ دلنوں پاکستان کا شہر نہ تھا بلکہ پولیس الیف ایس الیف اور رینجرز کی چھاؤنی تھا ۲۷-۴-۷۷ کو احتجاج ہوا۔ کئی دوسرے احباب کے ساتھ مجھے پکڑا تو اتنا مارا کہ کچھ زخم بھی آگئے۔ یوں معلوم ہو رہا تھا کہ قیامت صغریٰ گزر رہی ہے۔ اسی دوران F S F کے ساتھ درندے انسانی شکل میں لاٹھیوں اور بندوقوں کے ساتھ استقبال کر رہے تھے۔ اس کے بعد پکڑ کر تھانہ لایا گیا اور ریمانڈ لیا گیا۔ حوالات میں رکھنے کے دوران بہت سے سوالات کیے گئے جن میں ایک یہ تھا کہ گولی کھانے کے لیے کتنے ڈالر لیے ہیں ۱۴-۵-۷۷ کو میانوالی جیل میں منتقل کر دیا گیا۔ کم سے کم سزا یہ کہ امن گورنمنٹ مقدمات کھڑے کر دیئے گئے شاید یہ بھی کم تھے۔

وقت گزرتا گیا تحریک پروان چڑھتی رہی خدا کے فضل سے جذبات میں نئی روح پیدا ہوتی رہی۔ آخرکار ۱۸-۶-۷۷ کو میانوالی جیل سے ضمانت پر رہا کیا گیا۔ آخری سوال یہ تھا کہ اب بھی نعرۂ تکبیر لگاؤ گے؟

کیوں نہیں باطل کے سامنے یہ نعرۂ ہمیشہ بلند ہوتا رہے گا؟

انشاء اللہ میں آخری سانس تک اس کو بلند کرتا رہوں گا۔ عبدالرحیم ساقی ولد رحیم بخش جمعیۃ علماء اسلام

تعزیتی اجلاس

لائل پور سے تعزیتی اجلاس زیر صدارت مولانا عزیز الرحمان الزہری

منعقد ہوا۔ جس میں لائل پور کے مشہور سیاسی و سماجی کارکن۔ پاکستان قومی اتحاد و مجلس احرار اسلام پاکستان کے راہنما اور جمعیۃ علماء اسلام کے معاون حاجی خیر محمد کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور مرحوم کی دینی و سیاسی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اور دعائے مغفرت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ حاجی مرحوم کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے اور جنت الفردوس میں مقام عطاء فرمادے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

نیز مولانا عزیز الرحمان الفری مولانا محمد عابد نعیم نے دیگر کارکنوں کی معیت میں حاجی صاحب مرحوم کے گھر جا کے اہل خانہ سے تعزیت کی اور دعاء مغفرت کی گئی۔

حاجی کرامت اللہ

جیل میں ہیں

محترم مکرم جناب ایڈیٹر اکرام القادری صاحب
زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عرض یہ ہے کہ یہ خبر ہماری طرف سے موصول ہوئی تھی کہ جناب محترم حاجی کرامت اللہ مدظلہٗ کو رہا کر دیا گیا ہے ہم اس کے لیے معذرت خواہ ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ حاجی کرامت اللہ صاحب اب تک سکھر جیل میں نظر بند ہیں رہا نہیں کئے گئے۔ حیدرآباد جمعیت کے رہنماؤں نے حاجی صاحب کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

مظلومانہ شہادت پر اظہار غم

حیدرآباد ۲۷ جون جمعیت علماء اسلام حیدرآباد کے رہنما عبدالمتین مولانا عبدالرؤف شبیر احمد، ناظم عبدالشکور محمد علی محمدی نور البصر ناظم نشریات سید احمد شاہ نے اپنے مشترکہ بیان میں مدرسہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی ضلع خیرپور کے مہتمم قاضی عبداللہ صاحب مرحوم کے وحشیانہ قتل اور ظالمانہ شہادت پر اظہار غم کیا ہے اور کہا ہے کہ مرحوم کی شہادت ایک دینی ادارہ

کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا اور دین کو ایک عظیم فرزند سے محروم کر دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ پس ماندگان مرحوم کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور مرحوم کو مقام علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔

انتخابی اجلاس

گذشتہ دنوں جمعیۃ العلماء اسلام چترال پشاور کا انتخابی اجلاس جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی دفتر واقع سرکی روڈ پشاور میں زیر صدارت حضرت مولانا محمد اعظم صاحب فاضل دیوبند منعقد ہوا۔ اجلاس میں اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر ..... مولانا مفتی نور اللہ صاحب
نائب صدر ... مولانا حبیب الحسن
ناظم اعلیٰ ...... عبدالطیف
ناظم ...... مولانا خلیل الرحمان
خازن ..... مولانا سیف اللہ
ناظم نشر و اشاعت ..... مولانا عبدالحکیم خواجہ
جو کہ صوبائی دفتر کے بھی ناظم ہیں۔

رابطہ کریں

میانوالی۔ تمام احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام میانوالی کے ضلعی امور کے لیے ضلعی ناظم نشر و اشاعت حاجی عطا محمد صاحب عرائض نویس ضلع کچہری میانوالی اور شہری امور کے لیے ناظم نشر و اشاعت ملک محمد یوسف مکان ۸/۹ بیکری سٹریٹ محلہ میانہ میانوالی بالمقابل موتی مسجد کے پتوں پر خط و کتابت کریں۔

تنظیمی دورہ

میانوالی۔ جمعیۃ علماء اسلام کے سیکرٹری اطلاعات ملک محمد یوسف نے گذشتہ دنوں کنڈال کالونی سمندوالہ اور تری خیل کا دورہ کیا تری خیل میں بنیادی یونٹ کا قیام عمل لایا گیا اور خلاص خان کریانہ مرچنٹ کو جمعیۃ علماء اسلام تری خیل کا کنوینر مقرر کیا گیا اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ملک محمد یوسف نے جمعیۃ کے پروگرام پر روشنی ڈالی اور جمعیۃ کا شاندار ماضی عوام کے سامنے پیش کیا۔ خلاص خان اور دیگر ساتھیوں نے حضرت درخواستی اور حضرت مفتی صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اور بوقت ضرورت جانی و مالی قربانیاں دینے کا عزم کیا۔ آخر میں ملک یوسف نے تمام ساتھیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ حضرت درخواستی اور حضرت مفتی صاحب کی ولولہ انگیز قیادت میں ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دیں

دعا کی اپیل

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم اور قومی اتحاد ضلع میانوالی کے صدر حضرت مولانا جان محمد رمضان صاحب سخت علیل ہیں تمام احباب سے ان کی صحت کے لیے دعا کی اپیل ہے۔

مولانا محمد اجمل خان نے

زخمیوں کی عیادت کی

لاہور ۴ جولائی حضرت مولانا محمد اجمل خان ہمراہ مولانا سیف الدین، مولانا مقبول الرحمان قریشی، مولانا مخدوم، منظور احمد، عبدالرحمان مولانا عبدالحئی، مولانا عبدالستار خان نیازی، ملک حامد سرفراز حافظ نسیم احمد اور تمام زخمیوں کی عیادت کی۔

سمن آباد لائل پور

جمعیت علماء اسلام حلقہ سمن آباد لائل پور کا انتخاب۔

سرپرست ..... مولانا منظور حسین صاحب
امیر ...... محمد افضل خان صاحب
نائب امیر ... آغا عبدالرحیم صاحب
نائب امیر دوم .... عبدالغفور صاحب
ناظم عمومی .... محمد ارشد صاحب
نائب ناظم ... خالد محمود خان صاحب
نائب ناظم نمبر ۲ .... محمد نذیر صاحب
ناظم نشر و اشاعت .... محمد افضل صاحب

خازن ..... چوہدری محمد حسین صاحب

سالار ..... حاجی عبدالمجید صاحب

مولانا مفتی محمود سے ملاقات

جمعیت علماء آزاد جموں و کشمیر کے امیر مولانا محمد یوسف کی سربراہی میں مولانا عبدالعزیز صاحب نائب صدر جمعیۃ ..... مولانا محمد اشرف صاحب مرکزی ناظم برائے پاکستان مولانا محمد یٰسین صاحب صدر ضلع پونچھ مولوی محمد عبید فاروقی سیکرٹری جنرل حلقہ نمبر ۹ مولانا محمد حنیف قاری محمد سعید پر مشتمل ایک وفد نے پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود سے ملاقات کی اور ان سے موجودہ سیاسی صورت حال اور خاص کر آزاد کشمیر کی صورت حال کے بارہ میں تفصیل سے بات چیت ہوئی۔ یہ بات چیت تقریباً نصف گھنٹہ جاری رہی اس میں مولانا محمد یوسف صاحب نے مفتی اعظم پاکستان کو ان کی کوششوں کی تعریف کی جو حالیہ بحران کے دوران انہوں نے سرانجام دی ہیں اور ان کو اپنے تعاون کا مکمل یقین دلایا ہے۔

ضلع گجرات کا اجلاس

جمعیت علماء اسلام ضلع گجرات کے کنوینر مولانا عبدالرؤف، چوہدری محمد خلیل صاحب قاری محمد اختر صاحب اور چوہدری محمد انور صاحب نے ضلع گجرات کا تفصیلی دورہ کیا اور جمعیت کے تنظیمی امور پر گفت و شنید ہوئی اور دورہ بہت کامیاب رہا۔ لالہ موسیٰ شہر کے مولانا قاری عبدالرحمان صاحب نے جمعیت علماء اسلام میں شمولیت اختیار کی اور حضرت مولانا حافظ الحدیث محمد عبداللہ صاحب درخواستی، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا نیز تمام ضلع کے احباب نے جمعیت علمائے اسلام کی مرکزی قیادت پر مکمل اعتماد کا یقین دلایا۔

ضلع گجرات کے عہدیدار

مورخہ ۲ جولائی ۱۹۷۷ء بروز ہفتہ جامع مسجد الامینیہ میں جمعیت علماء اسلام ضلع گجرات کا اجلاس منعقد ہوا۔ اور اجلاس کی صدارت مولانا سید بشیر احمد شاہ صاحب نے کی۔ اجلاس میں تمام ضلع کے علماء کرام شریک ہوتے اور جمعیت علماء اسلام ضلع گجرات کے مندرجہ ذیل عہدیدار منتخب ہوئے

عہدیدار حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

امیر ..... حضرت مولانا سید بشیر احمد شاہ صاحب

نائب امیر ..... مولانا غلام محمد صاحب تحصیل گجرات۔

نائب امیر مولانا قاری غلام رسول صاحب شوق تحصیل کھاریاں۔

نائب امیر ..... مولانا غلام رسول صاحب تحصیل پھالیہ

ناظم اعلیٰ ..... مولانا عبدالرؤف شاہد

ناظم ..... مولانا قاری محمد اختر صاحب

ناظم نشر و اشاعت ..... مولانا قاری خلیل محمد صاحب ذوق

خازن ..... چوہدری محمد انور صاحب

دعاصحت کی اپیل

مولانا عبدالحکیم نائب امیر جمعیت علماء اسلام کمالیہ علیل ہیں قارئین سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

نیز جمعیۃ علماء اسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کے امیر کی والدہ عرصہ سے علیل ہیں قارئین سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

کمالیہ

جمعیۃ علماء اسلام کمالیہ نے اپنے ایک اجلاس میں جمعیۃ کمالیہ کے جنرل سیکرٹری حاجی غلام رسول کے جواں سال لڑکے کے نہر میں ڈوب جانے پر اظہار تعزیت کی ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام و جمعیت طلباء اسلام کمالیہ و مدرسہ نعمانیہ کے طلباء و مدرسین نے سید نیاز احمد شاہ صاحب کی وفات پر بھی تعزیت کا پیغام بھیجا ہے۔

دعوت نامہ

۲۹ رجب مطابق ۱۷ جولائی بروز اتوار ۴ بجے سہ پہر دارالحدیث مدرسہ قاسم العلوم میں مجلس عمومی جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان کا اجلاس ہوگا۔ شرکت کی درخواست ہے۔

خورشید عباس گردیزی ناظم قائم مقام امیر جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان۔

عبدالحق خان ایڈووکیٹ ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام ضلع ملتان۔

زیر غور مسائل

۱۔ حسابات کی منظوری۔
۲۔ ضلع ملتان کا جدید انتخاب
۳۔ قومی انتخابات میں جمعیت کا کردار
۴۔ آئندہ انتخابات کے پروگرام
۵۔ قرار دادیں۔

نوٹ۔ دوسرے ارکان مجلس عمومی کو بھی اپنے ہمراہ لائیں۔

ہم اسلامی نظام نافذ کریں گے

جمعیۃ علمائے اسلام سے ایک سہ رکنی وفد نے تلمبہ مخدوم پور پہوڑاں اور کبیروالہ کا دورہ کیا۔ مخدوم پور پہوڑاں میں قومی اتحاد کے رہنماؤں کے اعزاز میں عصرانہ اور جلسہ عام کا اہتمام کیا گیا۔ اس حلقہ سے قومی اسمبلی کے امیدوار راؤ شاکر نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ تحریک چلانیوالے کا کردار مثالی ہے نہتے عوام نے ایف ایس ایف اور مسلح پولیس کا مقابلہ کیا

شیخ یعقوب نے کہا کہ پاکستان کی سرزمین شہیدوں کے خون سے لالہ زار ہوئی سڑکیں اور گلیاں رنگین ہیں۔ یہ خون رنگ لائے گا اور نظام مصطفیٰ جاری ہوگا۔

آج سے جمعہ کا ناغہ سرکاری طور پر ہوگا۔

تیس سال میں صرف یہ ایک تبدیلی ہے جسے عوامی جذبات کے ہم آہنگ قرار دیا جاسکتا ہے اور یہ بھی عوام کے اتحاد کی برکت ہے عوام متحد رہے تو انشاءاللہ نظام مصطفیٰ کی صبح بھی طلوع ہوگی اور اس کا وقت اب قریب ہے۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے قائم المقام

امیر سید خورشید عباس گردیزی نے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان بنا ہی اس لیے ہے کہ اس میں نظام مصطفےٰ رائج ہو۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اسلامی نظام نافذ کریں گے تحریک میں دی گئی قربانیاں تاریخی حیثیت رکھتی ہیں۔ لوگ اسلامی عدل مساوات اور اسلامی اخوت سے بہرہ ور ہوں گے۔ اور پاکستان کو ایک مثالی فلاحی مملکت بنایا جائے گا۔ جلسہ سے رانا عبدالحمید ایڈووکیٹ اور مہر محمد حیات نے بھی خطاب کیا۔

جمعیتہ علماء اسلام میں شمولیت

لاہور کے مشہور تاجر جناب صوفی محمد شریف محمد بشیر انصاری حاجی محمد شفیع آف کریم پارک راوی روڈ اور جناب ٹھیکیدار عبدالرشید عبدالحفیظ محمد بشیر، نذیر احمد آف قلعہ لچھمن سنگھ نے جمعیتہ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کر لی ہے اکابر پر اعتماد کا اظہار ضلعی اور علاقائی لیڈروں کی طرف سے خیر مقدم۔

انجینئرنگ یونیورسٹی کے مشہور طالب علم خواجہ فقیر منصور، ساجد سعید (تاجر)، سعید الحق (تاجر)، طارق ملک۔ حاکم علی۔ ذوالفقار علی قریشی۔ حافظ راشد نعیم، چوہدری محمد اکرم طالب علم ایم۔ بی۔ بی۔ ایس لاہور میڈیکل کالج نے بھی جمعیتہ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔

اعلان گمشدگی

جمعیتہ علماء اسلام شکارپور سندھ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا رحمۃ اللہ صاحب (آف پشاوری) کے صاحبزادے امداد اللہ گذشتہ چند دنوں سے لاپتہ ہے عمر تقریباً بارہ ۱۲ سال ہے دار القرأت شکارپور میں پڑھتا تھا اگر کسی صاحب کو معلوم ہو تو فوراً درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

۱۔ عبدالباری۔ شیخ کرن گیٹ نزد مسجد حنفیہ شکارپور سندھ۔

۲۔ مدرسہ اشرفیہ دین پور محلہ شکارپور

شجاع آباد

جمعیتہ العلماء اسلام تحصیل شجاع آباد کا ایک اجلاس زیر صدارت حاجی محمد قاسم صاحب ہوا جس میں نصیر الدین شہید اور دوسرے شہروں کے شہیدوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔

اور دوسرے اہم فیصلے ہوئے مندرجہ ذیل قرارداد میں پاس ہوئیں۔

تحصیل شجاع آباد میں سیلاب کی روک تھام کے لیے۔ بندوں کو تعمیر کیا جائے کیونکہ لاکھوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ شجاع آباد سے براستہ گیلے والا لودھراں تک اور کوٹلی نجابت شجاع آباد سے بستی بلوک شجاع آباد سے خان گڑھ تک۔ جلال پور پیر والہ سے احمد پور شرقیہ جلال پور پیر والہ سے لودھراں تک سڑکوں کو فوراً تعمیر کیا جائے۔

شجاع آباد کالج کا اجرا ہو چکا ہے لیکن کوئی عمارت تعمیر نہیں کی گئی۔ فوراً تعمیر کی جائے۔ شجاع آباد کمیٹی میں انگریزی دور سے مقرر کیے ہوئے ملازموں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ آبادی کئی گناہ بڑھ گئی ہے۔ شجاع آباد سے ملتان براستہ چک۔ شجاع آباد سے جلال پور پختہ سڑکوں کی مرمت کی جائے۔

میرپور خاص

امیر جمعیتہ علماء اسلام ضلع تھرپارکر میرپور خاص جناب حکیم مولانا دین محمد نے بمعہ دیگر عہدیداران جمعیتہ بمقام میر واہ گورچانی اور ڈگری کا تنظیمی دورہ کیا۔ جس میں جمعیتہ کی کارکردگی و دیگر ضروری امور پر غور کیا گیا۔ ضروری تجاویز بھی زیر غور آئیں۔ اور ملکی صورت حال پر غور کیا گیا۔

۱۔ دونوں اجلاسوں میں قید سے رہا ہو کر آنے والوں کو مبارکباد دی گئی و نیز ان کو ڈگری میں ایک استقبالیہ دینے کا پروگرام بھی طے کیا گیا۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ و حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ کی سیاسی بصیرت اور بے باک قیادت پر زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مکمل اعتماد اور تعاون کا اظہار کیا۔

جناب مولانا امان اللہ صاحب نائب امیر جمعیتہ ضلع تھرپارکر کو جمعیتہ کا مبلغ مقرر کیا گیا ہے۔

تبادلہ منسوخ کیا جائے

مکرمی۔ تسلیم

گذارش آنکہ لطیف علی قریشی ایم۔ اے (اردو، اسلامیات)، بی۔ ایڈ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر میں سینئر انگلش ٹیچر کی حیثیت سے کام کرتے تھے۔ ان کا تعلق بزرگوں سے ہے اور دیندار ذہن ہے حاکم ضلع نے اس پاداش میں ان کا تبادلہ دو نومبر ۱۹۷۶ء کو مذکورہ ہائی سکول سے مڈل سکول ٹھٹھی نور تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا کر دیا ہے گیا۔ انہیں اس سلسلے میں گھریلو اور معاشی پریشانیوں کا سامنا ہے۔ ان کے بچے ہائی کلاسز میں زیر تعلیم ہیں۔ ان کی اہلیہ دائم المریض خاتون ہے۔ ہم تبادلہ پر پر زور احتجاج کرتے ہیں اور اپیل کرتے ہیں انہیں جملہ پریشانیوں سے بچانے کے لیے واپس گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول جھنگ صدر واپس کیا جاوے۔ شہریان جھنگ صدر

انتخاب جمعیت العلماء اسلام

تحصیل پشین

سرپرست .... حضرت مولانا مولوی گلی محمد صاحب نور شاہ

امیر.... حضرت مولانا مولوی محمد طاہر صاحب پشین۔

نائب امیر.... اول جناب حاجی حبیب اللہ صاحب ملکیار

نائب امیر نمبر۲.... جناب حاجی محمد علی صاحب نو آباد۔

نائب امیر سوئم.. جناب مولانا عبدالمنان صاحب مندزئی۔

نائب امیر جناب مولوی محمد معصوم صاحب

ناظم اعلیٰ..... جناب مولوی سلطان محمد صاحب پشین۔

نائب ناظم.... جناب قاری عبدالعزیز صاحب جبکرہ

۷۔ ناظم نشرو اشاعت جناب مولوی عبدالرشید ٹیمزئی

خازن۔۔۔۔ جناب بیکر حاجی عبدالمنان صاحب کاکازئی۔

انتخابات تحصیل برشور

۱۔ سرپرست ۔۔۔۔ حضرت مولوی خیر محمد صاحب برشور۔

۲۔ امیر جناب حضرت مولوی محمد غوث صاحب باغ۔

۳۔ نائب امیر اول حضرت مولوی موسیٰ جان صاحب برشور۔

۴۔ نائب امیر دوئم جناب حضرت مولوی محمد قاسم

۵۔ نائب امیر سوئم حضرت مولانا محمد ایوب صاحب آڈہ۔

۶۔ ناظم اعلیٰ جناب مولانا مولوی نورالحق صاحب توبہ کاکڑی

۷۔ نائب ناظم جناب مولوی عبدالقدس صاحب کلی نصیر اللہ

خازن جناب حاجی علی محمد صاحب کلی مامانیکہ

ہنگامی اجلاس

آج مورخہ ۲۷-۶-۷۷ کو ایک ہنگامی اجلاس جمعیت علماء اسلام حلقہ کوٹلہ کی نئی تشکیل ہوئی زیر سرپرستی قاری غلام رسول صاحب زیر صدارت جناب مولانا مولوی و قاری غلام رسول صاحب ایک اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ ہنگامی طور پر چندہ اکٹھا کر کے جماعت کی مالی اعانت کی جائے

جمعیت علماء اسلام حلقہ کوٹلہ کا اجلاس ہر ماہ کی ۔ ا تاریخ قرار ہونا پایا۔

مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر جمعیت علماء اسلام حلقہ کوٹلہ چوہدری محمد انور صاحب

نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام کوٹلہ چوہدری منیر احمد صاحب

جنرل سیکرٹری 〃 〃 〃 〃 سید علی اصغر شاہ ہومیوپیتھک ڈاکٹر

سالار رشید احمد، سیکرٹری نشرو اشاعت حلقہ کوٹلہ۔

ضلع جیکب آباد سندھ

کندھ کوٹ ۱۱ جون ۱۹۷۷ء کو جمعیۃ علماء اسلام ضلع جیکب آباد سندھ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد کیا گیا درج ذیل امور پاس ہوئے۔

۱۔ جمعیۃ کے کام کو تیز کرنے کے لیے یہ فیصلہ ہوا کہ ضلع کی مختلف تحصیلوں کے لیے عوام اور خواص سے رابطہ قائم کرنے کے لیے مختلف کمیٹیاں بنائی جائیں۔ تحصیل کندھ کوٹ کشمور کے لیے کمیٹیوں کے رکن یہ ہیں۔ مولوی عمرالدین صاحب۔ مولوی غلام رسول صاحب۔ مولوی عبدالسمیع صاحب الحاج رشید احمد صاحب صاحب۔

۲۔ تحصیل ٹھل :۔ ۱۔ سیدا احمد شاہ صاحب ۲۔ مولانا الٰہی بخش صاحب ۳۔ ڈاکٹر محمد امین شاہ صاحب، مولانا خدابخش صاحب۔

تحصیل جیکب آباد۔ سید احمد شاہ صاحب مولوی فیض محمد صاحب۔

۴۔ تحصیل گڑھی خیرو :۔ مولوی لفراللہ صاحب مولوی عبدالمجید۔ حاجی بنی داد صاحب

قرارداد

۱۔ یہ اجلاس سید نیاز احمد شاہ صاحب

۲۔ حاجی خیر محمد بجارانی کے وصال پر سخت غم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے۔ کہ رب پاک ان حضرات کو جنت الفردوس عطا فرمادے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے

۳۔ یہ اجلاس ضلع جیکب آباد کے ان جیالے کارکنوں کو سلام کرتا ہے جنہوں نے اپنے مرکزی قائدین کے حکم پر تحریک میں جذبہ اور جوش کا اظہار کیا اور اپنے آپ کو گرفتاریوں کے لیے پیش کیا خاص طور پر جناب الحاج میر علی نواز خان کھوسہ نے جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ قابل ستائش ہے۔ اسی طرح جناب میر صبح صادق خان کھوسہ صاحب لائق تحسین ہیں

۴۔ اجلاس کے دوران ایک اور معزز شخصیت جناب علی دوست خان مہربانی نے جمعیۃ کے ابتدائی ممبر سازی کا فارم رکنیت پر کر کے جمعیۃ میں شمولیت کا اعلان کر دیا ہے۔ ہم ان کے اس شمولیت پر فخر محسوس کرتے ہیں اور ان کے لیے دست دعا ہیں اللہ پاک ان کو جماعت کے اندر کام کرنے اور استقامت کی توفیق عطا کرے

میلسی

جمعیۃ علماء اسلام میلسی کا اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت ملک خادم حسین ملتانی نے کی اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی جس میں مطالبہ کیا گیا کہ میلسی قومی اتحاد کے کارکنوں کے خلاف جو کہ ۳۰ جنوری سے شروع ہوئے ہیں یکیم جون تک کے مقدمات واپس لیئے جائیں۔

اجلاس میں قاری محمد طیب صاحب جنرل سیکرٹری ضلع وہاڑی نائب صدر، حکیم احمد بخش صاحب بھٹی، حاجی محمد شریف جنرل سیکرٹری میلسی مولانا غلام بنی صاحب، ملک غلام حیدر صاحب حکیم عبدالصمد صاحب، حاجی محمد امین نے شرکت کی۔

ضلع مردان کے امراء اور ناظمین کا اجلاس

مردان . گذشتہ روز جمیعۃ علماء اسلام ضلع مردان کے امراء و ناظمین کا اجلاس زیر صدارت جناب مولانا لطف الرحمان منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز حافظ فضل ربی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس سے حافظ گل رحیم ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء اسلام اور مولانا لطف الرحمان نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ علماء طلباء نے موجودہ تحریک میں جو حصہ لیا ہے مستقبل میں سنہری الفاظ سے لکھا جائے گا۔ انہوں نے ضلعی و حلقہ وار تنظیموں کے بنانے پر زور دیا۔ اور اجلاس میں ذیل کے حلقوں میں اجلاس بلانے کے لیے تاریخ مقرر کیئے گئے۔

حلقہ سٹی نمبر ا مردان شہر اجلاس ۱۰ جولائی بروز اتوار بمقام خاکسار منزل مردان۔

حلقہ نمبر ۲ کمال زئی:۔ مردان شہر اجلاس ۱۲ جولائی۔ بروز منگل بمقام سواڑیان ۸ بجے صبح

حلقہ نمبر ۳ بائی زئی:۔ مردان شہر اجلاس ۱۰،

جولائی بروز اتوار ڈھیری ۸ بجے صبح
شیر گڑھ ۱۱ جولائی بروز پیر ۸ بجے صبح
حلقہ ۵ اتمان صدامی - ۱۶ جولائی بروز ہفتہ بمقام تور ڈھیر ۸ بجے صبح (بمقام دارالعلوم)
حلقہ نمبر ۷ جدون - ۱۳ جولائی بمقام بادہ ۵ صبح ۹ بجے
حلقہ نمبر ۸ کرنڑ - ۲۰ جولائی بمقام کالو خان ۸ بجے صبح -

اجلاس میں طے پایا کہ آئندہ کے لیے پروگرام کو جمعیۃ کے دستور کے مطابق سختی سے چلایا جائے گا۔

شمولیت

مردان - شمروز خان صدر ٹی جے دی یونین تربیلہ ڈیم نے اپنے تمام رفقاء کے ہمراہ جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت اختیار کرلی انہوں نے کہا کہ میں نے مولانا مفتی محمود کے سیاسی تدبر اور علمی قابلیت سے متاثر ہو کر جمعیت میں شمولیت اختیار کرلی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں نہ کسی عہدے یا صوبائی و قومی اسمبلی کا خواہشمند نہیں ہوں بلکہ صرف دین اسلام کی خاطر میں مفتی محمود کے ادنیٰ اشارے پر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔ جمعیۃ کے مقامی رہنماؤں نے موصوف کی جمعیۃ میں شمولیت کا خیر مقدم کیا ہے۔

ہنگو کا انتخابی اجلاس

بروز ہفتہ جمعیت دفتر ہنگو میں جمعیت کا انتخابی اجلاس زیر صدارت حافظ فخر الاسلام امیر تحصیل ہنگو منعقد ہوا۔ تلاوت کلام ربانی کے بعد ناظم جمعیت تحصیل ہنگو مولانا محمد رفیق نے جمعیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور صدر مجلس نے تنظیم قائم کرنے کی تاکید فرمائی

جملہ حاضرین نے عہد کیا کہ ہم جمعیت کے پلیٹ فارم سے نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

درج ذیل عہدیدار منتخب ہوئے۔

۱- امیر ... حاجی فضل کریم کاکا خیل
۲- نائب امیر ... خانزادہ انور بیگ جان
۳- ناظم ..... محمد امین صاحب
۴- نائب ناظم .... نور ناظم
۵- خازن پارہ بادشاہ
(۶) ناظم نشر و اشاعت عبید اللہ صاحب

اراکین شوریٰ

مولانا محمد رفیق، حافظ فخر الاسلام مولانا عجب خان، مولانا خلیل الرحمان، خانزادہ انور بیگ خان، مولانا محمد خان، پارہ بادشاہ عبید اللہ، عین الدین، نور ناظم، محمد امین، برہان الدین قدیم شاہ - حاجی فضل کریم

آئندہ کے لیے تنظیمی دوروں کا مکمل پروگرام طے کیا گیا۔

اہم اعلان

ترجمان کے پچھلے شمارے میں لاہور حلقہ رحمان پورہ کے کنونشن کے بارے میں ایک خبر چھپی تھی۔ اب اس کنونشن کو ضلعی کنونشن میں تبدیل کردیا گیا ہے اور پروگرام کے مطابق اب یہ کنونشن پندرہ جولائی کو لاہور رحمان پورہ میں منعقد ہوگا۔

شمولیت کا خیر مقدم

جمعیۃ علماء اسلام ضلع وہاڑی کے صدر سید ظہیر احمد شاہ اور حافظ محمد طیب چوہدری سیکرٹری جنرل جمعیۃ علماء اسلام ضلع وہاڑی اور سیکرٹری حافظ شبیر احمد نے اپنے مشترکہ بیان میں سندھ ہائی کے وکلاء کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ جناب مسعود رشیدی صاحب اور جیسے ملک کے دیگر ممتاز اور سنجیدہ قانون دانوں کی جمعیۃ علماء اسلام میں شمولیت نے یہ واضح کردیا ہے کہ ملک میں اسلام کے نفاذ اور شرافت قانون کی حکمرانی کے لئے علماء و وکلاء کا شانہ بشانہ تحریک حکومت نظام شریعت میں حصہ لینا نہایت ضروری ہے۔ آخر میں حافظ محمد طیب چوہدری نے تحریک نظام مصطفیٰ کے جہاد میں حصہ لینے والے علماء وکلاء طلباء کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا کہ علماء وکلاء طلباء کی بے مثال قربانیاں ضرور رنگ لائیں گی۔ اور فتح حق کی ہو گی ظلم اور باطل مٹ جائے گا۔

ضروری اطلاع

جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور کے تمام احباب مطلع رہیں کہ میں روزانہ گیارہ بجے سے بارہ بجے تک جماعتی امور کے سلسلہ میں دفتر جمعیت رنگ محل میں حاضری دیتا ہوں اس وقت جماعتی احباب مجھ سے رابطہ قائم فرمائیں ممنون ہوں گا (مولانا) محمد طفیل عفی عنہ۔

ناظم نشر و اشاعت جمعیت علماء اسلام ضلع لاہور -

مجلس تحفظ ختم نبوت

رحیم یار خان - کا ایک اہم اجلاس جامعہ قادریہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا رشید احمد لودھیانوی - قاضی عزیز الرحمان صاحب قاری حماد اللہ شفیق - محمد اسماعیل شجاع آبادی نے اجلاس کی غرض و غایت اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے ماضی و کردار پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔

تلاوت قرآن پاک قاری جاوید اختر نے کی مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر .... مولانا قاضی عزیز الرحمان صاحب۔
جنرل سیکرٹری .... قاری عبدالخالق صاحب
احرار -
ناظم تبلیغ و نشر و اشاعت، محمد اسماعیل شجاع آبادی۔

دوسرے عہدہ داروں کا انتخاب مذکورہ بالا حضرات کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا

سرکولیشن منیجر
الطاف حسین
لائلپور، گوجرانوالہ، لاہور
کے دورہ پر ہیں۔
جماعتی احباب تعاون فرمائیں
(ادارہ)

جدوجہد کی ضرورت، جمعیتہ طلباء کی امتیازی خصوصیات مفصل طور پر پیش کیں بعد ازاں سلسلہ سوال و جواب شروع ہوا جو رات گئے تک جاری رہا۔ بالآخر تحریک کے تمام ساتھیوں نے مطمئن ہو کر جمعیتہ طلباء اسلام پاکستان میں شمولیت کا اعلان کیا۔ جس پر تمام احباب نے ان کو مبارک باد دی۔ اعلانِ شمولیت کرنے والے درج ذیل حضرات ہیں۔

۱۔ محمد سلیم شیخ۔ جناح لاء کالج حیدرآباد (۲) مشتاق علی۔ سٹی کالج (۳) شہزادہ۔ سندھ کامرس کالج (۴) خلیل خان راجپوت دیہ شاق کے ناظم تھے اور اب تمام ساتھیوں سمیت شمولیت کا اعلان کیا) (۵) اقبال خانزادہ سٹی کالج (۶) عبدالسلام انصاری سٹی کالج (۷) محمد مسلم سٹی کالج (۸) شہاب الدین سٹی کالج۔ (۹) امجد اقبال سندھ کامرس کالج (۱۰) ناصر قریشی سٹی کالج۔ (حمید الحسین ناظم اطلاعات سندھ)

کراچی اور حیدرآباد کے پروگراموں سے فراغت کے بعد مرکزی ناظم عمومی جناب محمد فاروق قریشی بلوچستان کے دورہ پر روانہ ہوئے۔ پروگرام کے مطابق ۲۷ جون کو بلوچستان عاملہ کا اجلاس کوئٹہ میں منعقد ہونا تھا لہٰذا ۲۶ جون کو مرکزی ناظم عمومی جب بولان میل سے کوئٹہ پہنچے تو ہزاروں طلباء اسٹیشن پر موجود تھے۔ اور کوئٹہ اسٹیشن للّٰہ الامر کے جھنڈوں سے مزین تھا۔ گاڑی خلافِ معمول لیٹ تھی مرکزی ناظم عمومی جونہی پلیٹ فارم پہنچے فضا نعروں کی گونج سے دہل اٹھی۔ صوبائی صدر جناب سکندر خان علیزئی خیل ناظم عمومی جناب غلام رسول مینگل کوئٹہ ضلع کے صدر عبدالغفور حیدری ضلع قلات کے صدر بھی اسٹیشن پر موجود تھے۔ تمام طلباء نے للّٰہ الامر کی ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں اور اسلام زندہ باد، جمعیت جیوے مفتی جیوے، سدا جیوے مفتی جیوے رہے ہمیشہ شاد باد، فاروق قریشی زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے۔ یہ جلوس اسٹیشن سے مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ پہنچا جہاں قریشی صاحب نے شرکاء جلوس کا شکریہ ادا کیا۔

۲۸ جون کو صوبائی جماعت کی طرف سے مرکزی ناظم عمومی کے اعزاز میں ایک عظیم الشان استقبالیہ تقریب مدرسہ مطلع العلوم کے سبزہ زار میں منعقد کی گئی جس میں بلوچستان قومی اتحاد کے سرکردہ راہنما اور مختلف جماعتوں سے تعلق رکھنے والے طلباء کے علاوہ جمعیتہ طلباء اسلام کے سینکڑوں کارکنوں نے شرکت کی استقبالیہ تقریب سے ضلع کوئٹہ جمعیتہ کے صدر عبدالغفور حیدری ڈیرہ اسماعیل خان جمعیتہ کے صدر شیخ حامد علی صوبائی صدر سکندر خان علیزئی خیل اور بلوچستان قومی اتحاد کے جواں سال راہنما حافظ حسین احمد نے خطاب کیا۔ جب کہ صوبائی ناظم عمومی غلام رسول مینگل نے سپاسنامہ پیش کیا۔ بعد ازاں مرکزی ناظم عمومی نے تحریک نظام مصطفیٰ میں طلباء خصوصاً جمعیتہ طلباء کا کردار کے عنوان سے مفصل تقریر کی۔

۲۹ جون کو صبح کوئٹہ میں صوبائی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں صوبائی تنظیمی صورت حال کا تفصیل سے جائزہ لیا گیا اور مرکزی ناظم عمومی نے مرکزی حالات گوش گزار کیے۔ فیصلہ کیا گیا کہ اگست میں ضلعی کنونشن منعقد کیے جائیں لہٰذا ۱۵ اگست سے ضلعی کنونشن شروع ہوں گے اور دو ٹیمیں صوبائی صدر سکندر خان علیزئی خیل اور ناظم عمومی غلام رسول مینگل کی قیادت میں ضلعی کنونشن میں شرکت کریں گی۔ اگست کے آخر تک تمام کنونشن مکمل کر لیے جائیں گے۔

صوبائی اجلاس سے فراغت کے بعد صوبائی عہدیدار اور مرکزی ناظم عمومی مستونگ کے لیے روانہ ہوئے سہ پہر ۳ بجے یہ قافلہ جب مستونگ کی حدود میں داخل ہوا تو وہاں سینکڑوں طلباء چشم براہ تھے۔ تمام طلباء اپنے ساتھیوں کو دیکھتے ہی خوشی سے نعرے لگانے لگے اور ایک جلوس کی صورت میں مدرسہ صدیقیہ پہنچے جہاں مستونگ کی محترم شخصیت جناب قاضی عبدالستار صاحب اور دیگر علماء و طلباء نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ مستونگ کے طلباء کی تربیت قاضی صاحب کی کاوشوں کی مرہونِ منت ہے تمام طلباء نظم و ضبط کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر انہوں نے باقاعدہ پریڈ کا مظاہرہ کیا اور مہمانوں کو سلامی دی۔ بعد نمازِ عصر مقامی جمعیتہ کی طرف سے ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا جس میں سلیمان ایڈووکیٹ ضلعی ناظم عمومی قلات نے ضلع کی کارکردگی پیش کی اور ضلعی صدر عبداللطیف شاہ نے تقریر کی اور پھر سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ ازاں بعد مرکزی ناظم عمومی نے تقریر کی۔ بعد از مغرب ضیافت کا اہتمام کیا گیا جس میں معززین شہر کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء تربیتی پروگرام شروع ہوا جس میں صوبائی ناظم عمومی غلام رسول مینگل صدر سکندر خان اور مرکزی ناظم عمومی محمد فاروق نے مختلف عنوانات پر تقاریر کیں۔

۳۰ جون کو صبح ۹ بجے اتحاد چوک مستونگ میں ایک جلسہ عام منعقد کیا گیا جس میں عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی عبدالغفور حیدری غلام رسول مینگل، سکندر خان، اور حافظ حسین احمد کے علاوہ محمد فاروق قریشی نے جلسہ سے خطاب کیا۔ جلسہ کے بعد یہ قافلہ واپس کوئٹہ روانہ ہو گیا اسی شام مولانا اللہ داد جناب اسحاق صاحب نے ہنہ کے مقام پر ایک ضیافت کا اہتمام کیا جس میں صوبائی عاملہ کے اراکین قاضی عبدالستار صاحب اور مرکزی ناظم عمومی نے شرکت کی دوسرے روز صبح مدرسہ تجوید القرآن سرکی روڈ میں طلباء کا اجتماع منعقد ہوا جس میں عبدالغفور حیدری، غلام رسول مینگل محمد فاروق قریشی اور صوبائی سرپرست مولانا غلام سرور نے خطاب کیا۔ اور پھر مہتمم صاحب کی ضیافت سے فارغ ہو کر کوئٹہ اسٹیشن پر روانگی ہوئی۔ جہاں پر صوبہ بلوچستان کی عاملہ کے اراکین اور دیگر احباب کے علاوہ جناب قاضی عبدالستار صاحب، حافظ حسین احمد صاحب نے اپنے عزیز مہمان کو الوداع کہا۔

(عبدالغفور حیدری ناظم اطلاعات بلوچستان)

اپیل

جمعیۃ علمائے اسلام مملکتِ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنہ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء "کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے ـــــــــ

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سالمیّت کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدماتِ مسلّمہ ہیں تحریک بحالیٔ جمہوریّت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفٰےؐ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے۔

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے

زکوٰۃ

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کرکے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں۔ اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں ـــــ

(مولانا) محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام، پنجاب
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
(مولانا) عبدالواحد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام روانہ کیجائیں